اللّٰھم ادفع عنی الغمۃ والامراض والوباء والطاعون

بمنہ وکرمہ

درزمانہ روات ہوا ونزول آفت ہا وہنگام آمد بلائے طاعونی وناگہانی وبوقت
احداث اموات ارضی وآسمانی بنابر خوشنودی خدا کے بیچوں سالہ
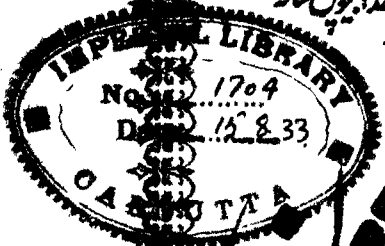
القانون فی الطاعون

حسب ایمائے

نوبادہ خاندان عالی گل بوستان متعالی یکہ تاز میدان سروری وسردار فارس
مضمار سخن پرور وسخن گزاری متکی اریکہ دولت بے پایاں عالی جناب دیوان
نرندر ناتھ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گجرات دام اقبالہ

شیخ الٰہی بخش و رحیم بخش تاجران کتب وایجنٹ کتبخانہ سرکاری

نے بجائے افادہ مخلوق اپنے
مکرم بھائی جناب حکیم محمد امیر الدین خاں صاحب سے تالیف کرواکے
برائے رفاہ عام
بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں چھپوا کر
مفت تقسیم کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ذکرہ دوا لکل امراض سقیم وقصر عن معرفتہ فہم جمیع فیلسوف وحکیم لان الواجب وجودہ والممتنع ندہ ونظیرہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ من ابرء القلوب من اسباب العلل والاسقام واتی ہو نقابون لایمان وعالج ارواح المومنین بجزایل النعماء واعد لہم منازل شفاعۃ ومراتب صحۃ یوم الحساب والجزاء وعلی الہ واصحابہ الذین مقالہم واصلاح فساد الہوا وتاثیر کلامہم مطفی الحرارۃ الوباء فاما بعد یہ مسکین ارادت قرین خاکپائے زمان طالب رحمۃ رب کریم امیر الدین خاں المخاطب بحکیم گمنام وغیر مشہور ساکن کوردیہہ بلہرہ و زمیندار قدیم موضع رتی وشکارپور ضلع بارہ بنکی خدمت میں قدردانانِ فن علاج کے بکمال ادب عرض کرتا ہے کہ یوں تو بسا اوقات امراض متعدیہ مثلِ ہیضہ وچیچک وغیرہ ہندوستان میں اپنے اپنے اوقات معینہ میں آکر مخلوقات کو نذرِ امواتِ ناگہانی اور مورد بلائے آسمانی کرتے تھے۔ مگر یکایک سنہ ۱۸۹۶ء سے یہ بیماریِ مہلک جسکا اِس ملک میں آبادی ابتدائے

ہندوستان سے تا ایندم بہت کم آنیکا اتفاق ہوا تھا جا بجا منتشر ہو کر ہزارہا بلاد وقریات بلکہ جہاں جہاں آبادی تھی تباہ و برباد کر کے عروس موت نے ہم آغوشِ لحد کر دیا۔ اسی بیماری کی نسبت معمولی دماغ والوں کا خیال ہے کہ یہ جدید مرض دہ پیام اجل ہے کہ جس کا علاج باوجود صدہا تراکیب ممتحنہ کے آجتک حیز تحریر وتجربہ میں نہیں آیا۔ نہ اوس کی واجبی طور پر حقیقت دریافت ہوئی حال آنکہ یہ اون کا غم قابل البطلان ہے۔ کیونکہ ہمارے اطبار ماسبق اپنی قدیمہ تحقیقات کے رو سے اس مرض عامہ کا کیا کیا علاج کر کے اس کی ماہیت وحقیقت کو مبسوط اوراق میں مدون کر کے پیہم آگاہ کرتے چلے آئے ہیں کہ اس مرض کی سمیت کا اندفاع ان ان تدابیر سے سریع الازالہ ہے جن پر بالفعل مدار اطبا ہے۔ پس اونہیں قوانین وعلاج سابقہ پر عمل کرنے سے حال کے اطبائے نامی وحکمائے گرامی اور دیگر صاحبانِ فن طب نے کیسی کیسی کامیابیاں حاصل کیں ہیں جو محسود ڈاکٹرانِ حال اور اطبائے جدید الخیال ہو رہے ہیں۔ یہ بالکل خیال عوام ہے کہ اس نئی بیماری کا علاج مشکل اور معرفت اس کی محال ہے ؎

بالفعل مؤلف رسالہ ہذا کا تعلق ریاست ناپنارہ سے ہے۔ اور بوجہ قید حاضری ریاست عالیہ کے کہیں آنے جانے کا اتفاق بہی کم ہوتا ہے۔ مگر ہاں جو صاحبانِ غرض

کبھی اپنے علاج کے لئے طلب فرماتے ہیں تو لامحالہ الامر فوق الادب تعمیل ارشاد کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ حال میں یہ خاکسار بہ تقریب علاج نواب گنج ضلع بارہ بنکی ملک اودہ میں ایک خاص مریض کے واسطے طلب کیا گیا۔ اتفاق سے وہاں یہ بیماری جس کا نام طاعون ہے شروع تھی۔ پہر رفتہ رفتہ زیادت ہوا کی اس وجہ ترقی ہوئی

نر ساکنان مقام اپنی اپنی جگہ پر گھبرا کر کوئی علاج کرنے لگا۔ کوئی اس آفت ناگہانی
سے بھاگ کر جان بچانے لگا۔ حسب اتفاق مجھ ہیچمداں سے اکثر مریضان طاعونی
کا علاج رجوع ہوا۔ چنانچہ اولاً سمت داس برادر مہرچند سراوگ کا علاج
ڈاکٹروں خصوص سول سرجن صاحب ضلع مذکور کے علاج کا سابقہ پڑا۔ ایک ہفتہ
میں اوسکو شافی مطلق نے صحت کلی عطا فرمائی۔ پھر کیا تھا خلقت کا رجحان
ہوا۔ مگر خدا کی قدرت قسمت میں مریضوں کے صحت تھی غرضکہ جو اس مرض والا
علاج کرتا تھا اوس کو اکثر صحت ہی ہوتی تھی تا آنکہ اس ہیچمداں کا قیام ایک ماہ
رہا۔ اور ان ایام روائت الضمام میں منجملہ ۴۶ امرضا کے ۹ و ۲ تو مرگئے۔ مابقی نے
جام صحت نوش کیا۔ چونکہ اس مرض سے عوام کیا خواص بھی کنارہ کشی کرنے کو
صحت جانتے ہیں۔ نظر برآں وہاں رہنے کا پھر اتفاق نہ ہوا ؛

بعض اطبائے نامی اور عزیزان گرامی خصوص سعید کونین حکیم عاشق حسین صاحب
برادر حقیقی مؤلف نے باصرار کہا کہ اس مرض منتشرہ کی تحقیق و علاج میں کچھ نہ کچھ
لکھنا چاہیئے کیونکہ آپ کی مؤلفہ کتاب ترکیب العلاج جو کئی بار طبع ہو چکی ہے
اور بالفعل مطبع نولکشور لکھنؤ میں حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر شائع اور بہت
مفید ثابت ہوئی۔ علاوہ اس کے آپ کو اس مرض کا بھی کامل تجربہ ہو چکا ہے
اور پھر بھی عامۂ خلائق کو نفع جو سبب خوشنودی خدا و رسول ہے نہ پہنچے۔
تو زیادہ افسوس کے قابل مسئلہ ہے۔ لہذا اس ہیچمداں نے باوجود فرصت
قلیل و عدم بضاعت لیاقت کے یہ رسالہ عام فہم اردو زبان میں تحریر کیا۔
اور حسب موقع بعض ڈاکٹری خیالات و معالجات بھی معرض عبارت میں لائے

گئے ہیں۔ اور اون خیالات کا بطلان بدلائل بدیہہ کیا گیا ہے۔ اور تا امکان عما دو نہ
بحث کی گئی ہے نہ مجادلانہ۔ تاکہ اظہار حق ہو۔ اور بعدہٗ جو کچھ کہ اپنا ذاتی تجربہ تھا
اوسکو لکھکر نام ان چند اوراق پریشان کا **القانون فی الطاعون** رکھا
اب ہدیۂ خدمت بابرکت سلیمان منزلت جم مرتبت گردون قباب ہلال رکاب
مظہر لطف و احسان مصدر عنایات بیکراں باسط عدل و انصاف قامع بنیان ظلم و
اعتساف فقد کان ذلک حین کنت مرھونا بالاحسانات الفائضة
و ممنونا بالانعامات المتواصلة ازحضرت حضرة من ھو بدر سماء السخاوة
شمس شموس الشجاعة ذالمناقب العلیہ والمناصب السنیۃ الامیر ابن الامیر
عالیخاندان والا دودمان حاتم دوران ؛؛
ادام اللہ شوکتہ و اعلی اللہ درجتہ پیش کرتا ہے ؎ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
اب میں اپنے معاصرین فن سے بکمال عجز گزارش کرتا ہوں کہ کہیں اگر رسالہ ہذا میں غلطی
پائیں تقلم اصلاح سے مزین فرمائیں۔ کیونکہ مؤلف کو خود اپنی بے بضاعتی اور
ناتجربہ کاری کا اعتراف ہے ؛؛

طاعون کے معنی اور اوسکی تحقیقات

یہ لفظ یونانی ہے اور اصل اوس کی طیعون ہے بفتح یاء پھر اِس کو معرب کر کے
فتح یاکو بوجہ فتح ماقبل کے الف سے بدلا گیا۔ جیساکہ صاحب شرح اسباب
لکھتے ہیں اصلہ فی اللغۃ الیونانیۃ طیعون فاُعرب فصار طاعونًا
قال الشیخ اللفظ التی ترجمتہا بالعربیۃ الطاعون بعض کہتے ہیں

کہ یہ مشتق ہے طعنہ رمح سے۔ طعن کہتے ہیں نوک نیزہ کو جس طرح سے کہ نیزہ
لگنے سے ایک قسم کا سخت کرب اور بیچینی ہوتی ہے۔ اسی طرح سے جب یہ
مرض لاحق ہوتا ہے تو کرب اور بیچینی زائد ہوتی ہے جو ناقابل التحمل ہے۔
لہذا حکما نے جب کرب اور بیچینی کا خواص اس مرض میں دیکھا پس اس کو
طاعون کے نام سے منسوب کیا۔ چونکہ اس کے علامات سے ہذیان۔ خفقان
غشی۔ قے۔ تپ وغیرہ لازمی ہے۔ اور جس حالت میں یہ علامات ردیہ ظاہر
ہوں گے۔ تو خواہ مخواہ مریض ہلاک ہو جائیگا کچھ تعجب نہیں کہ حکمائے
مشائیین جسمیں ہذیان۔ خفقان۔ غشی۔ تپ وغیرہ دیکھتے تھے تو اوس
مرض کو **قوماطا** کہتے تھے۔ لہذا بعد دوران تحقیق طب کے اس کا نام
بدل کر طبعون رکھا ہو اور پھر رفتہ رفتہ اس کو طاعون کہنے لگے ہوں کہتے ہیں
کہ شمس الدین نامی ایک مرد فقیر تھا جو عرصہ دراز تک حبشہ میں
رہ کر اہل حبش کا پیشوا رہا۔ اور امامت امور دینیہ کی کیا کرتا تھا اوس نے
فاصل قرشی سے بیان کیا کہ یہ عارضہ حبش میں جس کو ہوتا تھا وہ خواب دیکھتا
تھا کہ ایک لشکر مسلح با نیزہ و شمشیر اس شہر میں داخل ہوا اور اوس نے نیزہ
مارا خواہ بین گوشش یا پس گردن یا کنج ران یا کنج بغل وغیرہ وغیرہ میں۔
جب صبح ہوئی تو جہاں اوس نے نوک نیزہ کا لگنا خواب میں دیکھا تھا اوسی
جگہ کوئی دانہ یا ورم دیکھا۔ پھر اوس کے بعد تپ اور غشی و قے لاحق ہوئی۔
تا آنکہ وہ بہت جلد مر گیا پس متقدمین نے اسمیں مناسبت طعن نیزہ کی
پاکر اسکا نام طاعون رکھدیا۔ چنانچہ حکیم شریف خانصاحب نے حاشیہ

شرح اسباب پر لکھا ہے قال بعض الاکابر[۱] ھذا ھو الحق فان وجھا تسمیتہ
بالطاعون ان حادث ھذا المرض فی کثیر من البلاد یکون بان یری
الانسان فی منامہ انہ طعن الرمح فی موضع من بدنہ ویستیقظ و
حدث بذلک المواضع وجع فیحدث ھناک ورم وھذا امر
واقع اولا لان الوجع الحادث منہ یشبہ وجع الطعن فی شدۃ
کانہ یتلفظ بہ المریض۔ اور فاضل فیروزآبادی نے کہا ہے کہ طاعون کے معنے
وبا کے ہیں اور اوس کی جمع طواعین آئی ہے۔ اور صاحب معالجات نقرا طیہ
نے کہا ہے ومعنی[۲] الطواعین ھو ان ینصب ذلک الدم الفاسد
السمی المحتد مغیر المفسد الی عضو او الی اعضائہ فیفسدھا و
ینتنھا ویحرقھا کہا صاحب مجمع نے کہ حدیث میں مذکور ہے کہ میری امت
کے لوگ اکثر طاعون اور قتل سے فنا ہونگے کما[۳] قال صاحب المجمع فی الخبر
فناء امتی من الطاعون والقتل بالرماح والطاعون المرض العام والوباء

[۱] کہا ہے بعض بزرگوں نے کہ یہ سچ ہے کیونکہ وجہ تسمیہ طاعون کی پیدا ہو جانا اس مرض کا اکثر شہروں میں
اس طرح ہے کہ انسان اپنے خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ کسی نے نوک نیزہ بدن میں منجملہ دیگر اعضا کے
کہیں مارا اور پیدا ہو گیا اوس جگہ پر درد پس پیدا ہو گیا اوس مقام پر ورم اور یہ امر واقع ہے
یا اسواسطے جو درد پیدا ہو جاتا ہے وہ مشابہ ہوتا ہے اوس درد کے جو نوک نیزہ کے لگجانے سے پیدا ہوتا
ہے شدۃ اور تکلیف میں گویا کہ مریض کی جائے درد پر ایک چنگاری سی رکھی ہوئی ہے ۱۲

[۲] اور معنی طواعین کے یہ ہیں کہ انصباب کرے یہ خون فاسد زہریلا متغیر کرنیوالا اور زخم پیدا
کرنیوالا کسی عضو کی جانب یا طرف دیگر اعضا اپنے کے پس اوس عضو کو فاسد کرے اور معدوم
کردے اور جلادے ۱۲۔

[۳] جیسا کہ کہا صاحب مجمع نے حدیث میں ہے کہ میری امت کی فنا طاعون سے ہے۔
اور قتل ہونا نیزے سے اور طاعون مرض عام اور وبا ہے ۱۲۔

طاعون بفتح طا وضم عین بروزن قانون اوس ورم کو کہتے ہیں جو زیر بغل یا پسِ گوش یا کنجِ ران یا چڈھوں یا جہاں دو جوڑ آکر ملے ہوں ہو جائے اور جو امراض مشابہ بہ طاعون ہیں اون کے نام حسب ذیل ہیں۔ طرقیرس قوماطا لوباقلا۔ لوبونس کما[1] قال الشیخ بو علی سینا فی القانون وقد وردت اسماء یونانیۃ یشبہ الطواعین مثل طرقیرس وقوماطا ولوباقلا ولوبونس ولیس عندنا کثیر تفصیل من مسابتھا اور کفایہ منصوری میں اسکی تعریف ہے کہ طاعون بضم عین مہملہ ایک ورم ہے جو خصیہ یا پستان یا بغل یا بن ران میں واقع ہوتا ہے۔ اور اوسمیں وہ مادہ سمی ہوتا ہے جو عضو کو فاسد کرتا ہے۔ اور قے غشی خفقان اور متلی اوس کے ہمراہ ہوتی ہے۔ صاحب لطائف نے لکھا ہے کہ اس کے معنی شامت اور مرگ عام کے ہیں۔ صاحب بحر الجواہر لکھتے ہیں کہ طاعون ایک دانہ چھوٹا بقدر دانہ باقلا کے سُرخ یا سیاہ ہوتا ہے۔ اور اوسمیں بیجد جلن اور تپک ہوتی ہے۔ اور حدود الامراض میں لکھا ہے کہ یہ ایک دانہ جسامت میں صحرائی بیر سے زیادہ نہیں ہوتا۔ رنگ اسکا نیلگوں اور اوسمیں ایک قسم کی سوزش ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے تپ کا ہونا لازم اور واجب ہے۔ اور بعض اطبائے حاذقین کی یہ رائے ہے کہ یہ ایک ورم صغیر الحجم

---

[1] جیسا کہ کہا ہے شیخ نے یعنے بو علی سینا نے قانون میں کہ یونانی زبان میں اس کے بہت نام آئے ہیں۔ جیسے طرقیرس اور قوماطا اور لوباقلا اور لوبونس حالانکہ ہمارے نزدیک اسکی یعنے ورم طاعون کی زیادہ تفصیل نہیں ہے۔ شیخ کا یہ مفہوم ہے کہ جہانتک میں نے تحقیقات کی ہے۔ اس سے زیادہ نام نہیں پائے ۱۲ من مؤلف۔

مثل دانہ باقلا یا اس سے زیادہ چھوٹا اور کبھی بہت بڑا بقدر اخروٹ یا اوس سے کبھی بڑا بقدر چھوٹے خربزہ کے ۔ باسوزش کثیر بیحد تکلیف دہ ۔ یہانتک کہ مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ موضع ورم پر کوئی چنگاری آگ کی رکھی ہوئی ہے ۔ اعضائے آلیہ غددی اللحم میں ظاہر ہوتا ہے ۔ اور حکمائے قدیم نے اس ورم کا جس کا عربی زبان میں ترجمہ طاعون ہوا ہے اوس کی تعریف اور تقسیم یوں کی ہے کہ اکثر وہ اعضائے غددی اللحم حساس مثل پستان و بیخ زبان و خصیہ یا غیر حساس جیسے بغل و کنج ران اور پس گوش میں عارض ہوتا ہے ۔ لیکن باینہمہ وہ ورم سخت گرم اور مُہلک ہے ۔ پس جو ورم کہ حار اور قتال بہ سبب مستحیل ہونے مادہ صالحہ کے طرف مادہ سمیہ کے عضو کو خراب اور متعفن کر دے ۔ اور رنگ عضو متغیر ہو جائے اور گرد اوس کا سیاہ اور کبھی کوئی شئے زرد زرد مثل پانی کے اوس سے سائل ہو اور اوس کی ردّی حالت قلب کی جانب بہ واسطۂ شرائین کے پہنچکر قلب کی موجودہ کیفیت کو بدلدے ۔ اور قی ۔ خفقان اور غشی وغیرہ عارض ہو جائے تو ضرور مریض ہلاک ہو جائیگا اور اسی کا نام طاعون ہے ۔ اور غالباً حکمائے قدیم اسی قسم اخیر اور اوائل ظہور مرض مذکورہ کے قوماطا کہتے تھے ۔ اور یہ ضروری ہے کہ ایسا مُہلک ورم اکثر اعضاء ضعیفہ مثل بغل بن ران اور پس گوش کے نکلتا ہے اور سب سے بُرا اور بدتر وہ ورم ہے جو بغل میں یا پس گوش برآمد ہو ۔ اور بدتر ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوس ورم کا قرب دماغ اور دل سے ہوتا ہے جو حامل روح نفسانی و حیوانی ہیں ۔ اور اسمیں وہ طاعون سالم اور قابل قبول علاج ہے کہ جس کے ورم کا رنگ سُرخ ہو ۔ اور اوس سے اوتر کر زرد ۔ اور جو ورم کہ مائل بہ سیاہی ہو

وہ وہیں تین روز میں ہلاک کر ڈالتا ہے اور قتل میں بہت جلدی کیا کرتا ہے جن
بلاد کی ہوا خراب اور متعفن ہو جاتی ہے وہاں اکثر یہ مرض یا مثل اس کے
جیسے ہیضہ وبائی وغیرہ پھیل جاتا ہے۔ اور اکثر فصل خریف اور گرمی یعنی بیع کے
اواخر فصل میں اس مرض کے ظہور کی ابتدا ہوتی ہے۔ اور یہ از روئے تجربہ معلوم
ہوا کہ جابجا بہت ورم اور متعدد بثور (دانے) کا پیدا ہو جانا بہ نسبت ایک ورم کے
بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر ایک جگہ کا ورم یا دانہ دفع ہو جاتا ہے۔ تو دوسرے مقام پر
پھر نکل آتا ہے۔ اس کا سبب ظاہری غلیان خون ہے جو محترق ہو کر سمی مادہ
پیدا کر دیتا ہے۔ اور حکیم میر عابد علی سہرندی نے لکھا ہے **ھو بثرۃ صغیرۃ اتیم**
کالحمص او اصغر او ورم کبیر الحجم علی قدر الجوز و البطیخ مرض
طاعون سلف سے چلا آتا ہے اور کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا
میں یہ مرض بلاد حبش۔ افریقہ۔ حجاز۔ عرب۔ عراق اور بخارا اور نیز یورپ وغیرہ میں
وقتاً فوقتاً پایا گیا ہے لیکن جب صفائی ہوتی اور نجاست دور کی گئی اور مفرحات وغیرہ
کا بخوبی استعمال کرایا گیا۔ دل اور دماغ کی تقویت ہوئی تو یہ مرض کافور ہو گیا۔

طاعون کے اقسام

کبھی ایک ورم گول یا مستطیل صورت کا زیر بغل یا کنج ران یا پس گوش برآمد ہو کر
موجب حرارت کثیر کا ہوتا ہے۔ اور قے۔ غشی۔ خفقان اوسپر مستزاد ہوتی ہے۔
اور جائے ورم پر اس قدر شدت سے درد اور سوزش ہوتی ہے کہ غیر آدمی کا

ملہ وہ ایک چھوٹی مقدار کا دانہ ہے مثل دانہ نخود کے یا نہایت چھوٹا یا ورم بڑے مقدار کا بقدر جوز اور خربزہ کے ۱۲

چھونا مریض بالکل برداشت نہیں کرسکتا - اور کبھی کوئی دانہ مثل دانہ مسور کے
کسی عضو رئیس منجملہ اعضائے رئیسہ کے برآمد ہوتا ہے - اور اس کو زینبیہ بھی
کہتے ہیں - اس لئے بقراط نے کہا ہے کہ اگر یہ علامت ناک یا چہرہ میں کسی
مقام پر یا پس گوش پائی جائے تو معالج اس مریض کی مرگ پر بہت جلد حکم
نافذ کرے - اور کبھی دانہ عدس سے بھی چھوٹے چھوٹے دانے بنفشجی رنگت کے
کل بدن پر نکل آتے ہیں - اور اس کے ساتھ ظہور تپ کا بھی ہوتا ہے - ان دانوں
میں سوزش کمتر ہوتی ہے - اگر اس کے ساتھ رعاف (دفعتۂ ناک سے خون نکلنا)
بھی پیدا ہو گیا تو مریض فوراً مر جائیگا - اور کبھی سارے جسم پر ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ پسوؤں نے کاٹ لیا ہے - جس سے سارا بدن سرخ ہو جاتا ہے یہ بہت
سخت ہے اور اس میں مریض کے بچ جانیکی امید ہے - اور کبھی سارے بدن پر
کسی پسو کے کاٹنے کے نشانات سبز اور درمیان ان کے نقطہ سپید کچھ کچھ میلے ظاہر
ہوتے ہیں اور اس قسم کو ونگلیبن کہتے ہیں - اور اس قسم کے مریض کو خواہ رعاف
ہو یا نہ ہو بچنے کی امید نہیں ہے - اور ایک قسم کا طاعون یہ ہے کہ جو دانے بدن پر
برآمد ہوتے ہیں - ان کا رنگ رصاصی (اسیسہ کا رنگ) ہوتا ہے - اور ایسے دانے جب
مریض کو ثقل سارے بدن میں اور گرانباری محسوس ہوتی ہے اور دو ایک روز کے
بعد سارا سرورم کر جاتا ہے - ایسا مریض بچ نہیں سکتا ॥

حکمائے فرنگ نے اس کی علی العموم تین قسمیں قرار دی ہیں اول سپٹی سی مک پلیگ
Septicaemic Plague یعنے وہ طاعون کہ جس کے مفسد زہر کا اثر فی الفور خون
میں شریک ہو جائے - یہ قسم زیادہ قتال ہے اور بہت تھوڑے زمانہ میں مار دیتی

میں خون زہریلا پیدا کر دیتا ہے - اور ساتھ ہی اس کے ایسا بخار شدت سے ہوتا
ہے کہ مریض کو کلام کرنیکا ہوش نہیں رہتا - بلکہ کبھی فوراً سرسامی حالت پیدا
کر دیتا ہے - ایسا مریض درمیان چار یا پانچ گھنٹہ کے یا اس سے کم میں ہلاک ہو جاتا
ہے یہ قسم علاج پذیر نہیں ہے - قسم دوسری نیومانک پلیگ pneumonicplaye
یہ وہ طاعون ہے جو پھیپھڑے کو سمی مادہ سے مملو کر دیتا ہے - یہ بھی عجب بدتر قسم ہے -
کہ جس سے تمام پھیپھڑہ بے حس اور ماؤف ہو جاتا ہے - اور اسمیں کیفیت نمونیا
کی سی پیدا ہو جاتی ہے - اور [illegible] تنفس ہوتا ہے - زہر اندرون جسم داخل ہو کر
قلب اور پھیپھڑے کو سمی مادہ سے پُر کر دیتا ہے - اور بسا اوقات اس میں گلٹیاں بھی
نہیں آتی ہیں اور بشدت تپ ہوتی ہے - لیکن قسم اول سے یہ قسم کم مہلک ہے -
اسمیں اگر علاج معقول کیا گیا تو فیصدی دس مریض اچھے ہو جاتے ہیں - تیسری
قسم بوبونک پلیگ bubonic plague یہ وہ قسم طاعون کی ہے - جس میں
تپ کے ہمراہ بغل یا کنج ران یا بیں گوشت گلٹی یا ورم مستطیل پیدا ہو جاتا ہے -
اور رفتہ رفتہ جیوں جیوں بخار کی شدت ہوتی ہے اوسی طرح سے ورم میں بھی
زیادتی ہوتی جاتی ہے - اس ورم میں اولاً مریض کو درد کم کم محسوس ہوتا ہے
لیکن چھونے سے بے انتہا درد ہوتا ہے کبھی یہ ورم قبل از تپ نمودار ہوتا ہے -
اور کبھی پہلے حرارت ہو جاتی ہے - پھر دو تین روز یا اس سے کم کے عرصہ میں
ورم یا گلٹی کسی نہ کسی حصہ بدن مذکورہ بالا میں نکل آتی ہے - اس کے اوپر
کی جلد چکنی کبھی ہوتی اور گرم رہتی ہے - اور علاج کرنے سے اور کبھی بلا علاج
کے بھی یہ گلٹیاں تحلیل ہو جاتی ہیں اور یوں بھی دیکھنے میں آیا ہے - کہ

پک بھی جاتی ہیں اور ریم اوس سے خارج ہوتا ہے۔ اور اگر بحالت تپ لرزہ زور سے آیا۔ تو یہ لرزہ کا آنا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ آیندہ کوئی بدگلٹی پیدا ہونیوالی ہے۔ یہ قسم اسلمنر ہے +

ڈاکٹران ہیمو پیتھک کا بیان ہے کہ طاعون کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جسمیں گلٹی نکلتی ہے اور اسکو بیوبونک کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم کو نون بیونک یہ دوسری قسم بہت ہی خوفناک ہے۔ اسکی کئی قسمیں ہیں سپٹی سیمک یہ وہ ہے کہ جسمیں خون بالکل سمی اور زہریلا ہو جاتا ہے اور مریض کو جانبری کی مہلت نہیں دیتا۔ دوسری قسم مذکورہ کا نام نمونیک ہے۔ اسمیں پھیپھڑہ ماؤف ہو جاتا ہے جس سے کل نمونیا کے آثار پائے جاتے ہیں۔ تیسری قسم کو کیسر وانٹرک کہتے ہیں۔ اسمیں امعا اور معدہ دونوں ماؤف ہو کر سست ہو جاتے ہیں۔ ابتدائے مرض میں نفخ ہو کر قے اور غثیان ہو جاتا ہے اور پھر بوجہ بخار سخت کے اسہال بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علامات ٹائی فائیڈ فیور اور کالرا سے بہت ملتے جلتے رہتے ہیں اور یہ بھی سخت اور مہلک ہے۔ ان دونوں قسموں بیوبونک اور نون بیونک کے علاوہ ایک اور قسم پلیگ کی ہے جس کو ایمبولیٹو پلیگ کہتے ہیں یہ بالکل خوفناک نہیں ہے۔ اسمیں کبھی گلٹی نکلتی ہے کبھی نہیں نکلتی اگر بخار بھی آتا ہے تو خفیف رہتا ہے۔ مریض کو چلنے پھرنے میں مجبوری نہیں ہوتی اور یہ قسم متعدی بھی نہیں ہے +

شیخ داؤد انطاکی نے اپنے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ اکثر طاؤن جلد مغابن میں حادث ہوتا ہے۔ لیکن وہس کے ساتھ ہی ایک ورم حار بھی پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اوس کے ساتھ ہی ایک ورم حار بھی ہوتا ہے جو فوراً ہلاکت پر مریض کو آمادہ کر دیتا ہے اور یہی مادہ ورم مذکور میں ساعت بساعت بڑھتا جاتا ہے اور سارے خون کو زہریلا اور متعفن کر دیتا ہے۔ اور یہ مرض امراض وبائیہ میں سے ہے۔ پس طاعون اور وبا میں باہم تلازم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسمیں نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے یعنے طاعون کو وبا ہونا لازم ہے اور وبا کو طاعون ہونا لازم نہیں ہے مگر یہ ملازمت اکثریت کے اعتبار سے سمجھی جاتی ہے ورنہ میرے نزدیک اسمیں نسبت عام وخاص من وجہ کی ہے۔ پس علت مادی اس مرض کی خون فاسدہ وسمیہ اور علت صوری شئے مستطیل ومستدیر اور علت فاعلی حرارت ناریہ وہوائے فاسدہ وبائیہ اور علت غائی ہلاکت مریض۔ الغرض سب سے زیادہ ردی قسم کا وہ طاعون ہے جو بغل چپ اور پس گوش زمانہ آخر فصل ربیع اور خریف میں جبکہ خون زیادہ ہیجان پر ہوتا ہے برآمد ہو جیسا شیخ نے قانون میں کہا ہے واردءھا ما یعرض فی الابط وخلف الاذن لقربھا من الاعضاء التی ھی اشد ریاسۃ چونکہ قربت اسکی قلب سے ہے اور ایک عضو رئیس اور معدن روح حیوانی ہے۔ اس لئے حکمائے متقدمین نے اس قسم کے طاعون وعلاج سے پناہ مانگی ہے اور اس سے کم بن ران راست میں اور اس سے کم بغل راست میں۔ اسمیں بعض اطبا کی رائے ہے کہ مرض مذکور فصل ربیع میں کم ہوتا ہے اور جب یہ وبا

ف اور بہت ردی طاعون وہ ہے کہ جو بغل اور پس گوش عارض ہو اور یہ اسواسطے ردی ہے کہ اس کو قربت اور نزدیکی ادن اعضا سے ہے جو اعلےٰ درجہ کے سردار ہیں۔

عام ہوتی ہے تو ردائت بڑھجاتی ہے ؎

اسباب و علامات طاعون

تذکرہ میں داؤد انطاکی کے لکھا ہے کہ جس سال فصل ربیع میں رطوبت اور حرارت کی کثرت ہو اور موسم سرما کے کسی فصل میں یبوست ہو اور بایں ہمہ مقتولین اور کشتگان کی زیادتی بدرجۂ غایت پائی جائے تو بخارات خون مقتولین کے ہوامیں شریک ہو کر ہوا کو فاسد اور متعفن کردینگے تم کلامہ اور نیز یہ بھی ہے کہ پانی میں پتّے اور درختوں کے پھل باہم مل جلکر سڑجائیں اور اوس کے استعمال سے خون فاسد ہو اور پھر خون مذکورہ بدن کے کسی ملائم حصّے میں جمع ہو جائے - پس اگر غلبہ رطوبت ہے تو بصورت خراج (جو ایک قسم کا تکلیف دہ دنبل ہے) اوس کی صورت ہوگی - نہیں تو مثل آبلہ کے پانی اوسمیں سے مترشح ہوگا اور ظہور ورم یا دانوں کا جو مغابن یا کنج ران وغیرہ میں ہوتا ہے اوس کا سبب یہ ہے کہ اعضائے رئیسہ اپنے فضلات اور مواد کو ایسی جگہ پر دفع کرتے ہیں - اور چونکہ یہ مقامات زیادہ صالح بوجہ قلت بے حسی نہیں ہوتے لہذا اوس فضول مادہ کو جلد قبول کرلیتے ہیں اور بوجہ احسن دور نہیں کرسکتے - پس مادہ مذکور جمع ہوتے ہوتے ورم کی صورت میں ہوجاتا ہے - اور چونکہ انصباب مادہ فضولیہ سے فم معدہ کمزور ہوجاتا ہے - اس لئے اس مادّہ کو معدہ بھی جذب نہیں کرتا پس یہی سبب قے کا بھی ہوتا ہے اور چونکہ یہ مادّہ حار اور متعفن ہے -

اور بذریعہ قرب اعضائے رئیسہ کے انصباب اس کا قلب پر ہوتا ہے۔ لہذا صاحب مرض کو خفقان اور غشی عارض ہو جاتی ہے اور ان اعضائے رخوہ میں خود بھی پہلے سے ایک قسم کی رطوبت کا مادہ جمع ہوتا ہے پھر جب دوسرا مادہ فاسد اوس مادہ مجتمعہ میں آکر شامل ہوا تو پہلے مادہ کو اور فاسد کر کے ایک طور کی رطوبت سمیہ ہوگئی پس بوجہ سمیت اور متخلخل ہونے مسامات کے یہ مقامات اس بار عظیم کے متحمل نہیں ہوتے لامحالہ خارج کی جانب دفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے زرد زرد پانی مترشح ہوتا ہے بخلاف اعضائے صلبہ کے کہ اون میں ورم اور اجتماع مادہ کمی کے ساتھ پایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان مقامات صلبہ میں ظہور طاعون وغیرہ کا کم ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو اعضا کہ متخلخل۔ نرم اور ضعیف ہیں اونہیں مقامات پر یہ مادہ پیدا ہوتا ہے کما[1] قال السمرقندی اکثر ما یحدث فی الاعضاء الضعیفۃ کما شرح حکیم عابد علی سہرندی الخلقۃ المطبعۃ لقبول کل ما ینصب الیہا بما فیہا من الرخوۃ والعاجزۃ من دفع ما یقبلہ بہرحال اگر زہریلا اثر اور مادہ فاسد اور سخت ہو تو ضرور روح بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت بالذات اوس کے انتظام سے مستغنی ہو جاتی ہے اور اوس مقام

---

[1] جیساکہ سمرقندی نے کہا ہے کہ اکثر اوقات وہ ورم جو اعضائے ضعیفہ میں حادث ہو۔ جیساکہ شرح کی سہرندی نے اعضائے ضعیفہ سے وہ عضو مقصود ہے جو ہر آئی چیز کو قبول کرے۔ جو اوس کی جانب بوجہ ملائمت اوس کی کے آئے اور اسلئے اوس کے دفع کرنے سے عاجز ہے ۱۲ من مؤلفہ۔

کا گوشت اور جلد بہت جلد فاسد ہو کر بیجان ہو جاتا ہے پس مریض کی نوبت یہانتک پہونچے گی کہ وہ موت کے پنجہ میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔

کما قال السمرقندی ویصیر حوالیہ اسود فی شرح ملا نفیس کرمانی ان کانت سمیۃ المادۃ و افسادہ اشد فیفسد الدم والرّوح وتعدل الطبیعۃ والحرارۃ الغریزیۃ عن الکتخدائیۃ اے اصلاح فی ذلک الموضع فینقطع الحیوۃ ویغلب علیہ الحرارۃ الناریہ ویتعفن ماحولہ من اللحم والاغشیۃ ویسود ویصیر کالبدن الموتی الا ان الھلاک یسبق فیہ علی اماتہ العضو تم کلامہ یعنی جیساکہ سمرقندی کا قول ہے کہ طاعون کے گرد سیاہی آجاتی ہے۔ اور ملا نفیس کرمانی نے شرح کی ہے کہ اگر سمیت مادہ کی اور اوس کا فساد زیادہ سخت ہو پس فاسد کر دیگا خون اور روح کو اور طبیعت اور حرارت غریزی اوسکی اصلاح اور انتظام سے روگردانی کرتی ہے۔ پس زندگی تمام ہو جاتی ہے۔ اور اوس پر ناریہ حرارت غالب ہو جاتی ہے۔ اور اوس کے اطراف کا گوشت اور اغشیہ فاسد ہو جاتے ہیں۔ اور سیاہ ہو کر مثل بدن مردہ کے ہو جاتے ہیں۔ مگر قبل اس کے کہ عضو پر یہ بری حالت طاری ہو موت آجاتی ہے ؀

اب اس مقام پر اس کا سبب جو ڈاکٹر صاحبان بیان کرتے ہیں وہ ایک جدید تحقیقات ہے جس کے عدم قبول کی کوئی وجہ نہیں ہے چنانچہ ایک ڈاکٹر کا اس طاعون کے سبب کی نسبت بیان ہے۔ جو اپنے رسالہ طاعون میں ارشاد

فرماتے ہیں۔ کہ سبب حقیقی اِس مرض موجودہ کا ایک قسم کا نباتی زہر ہے جسمیں
نشوونما کا مادّہ موجود ہے۔ اور یہ نباتی زہر جسامت میں اِس قدر چھوٹا ہے کہ
کہ اوس کی جُداگانہ حالت اور پتّیوں کی صراحتاً حقیقت بجُز خوردبین کے دوسری شئے
سے معلوم نہیں ہوتی۔ ڈاکٹروں کا قول ہے کہ یہ زہر نباتی مثل کائی کے ہوتا ہے لیکن
اِس کائی سے ہزار درجہ چھوٹی پتّی اِس کی ہوتی ہے۔ کہ بلا ذریعہ خوردبین کے دوسرے
طریقے سے اگرچہ اِس کا دیکھنے والا کیسا ہی بصیر اور روشن چشم کیوں نہو معلوم
ہی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یہ بیان ہے کہ ہم نے اوس نباتی زہر کو دیکھا ہے اور خود اوس
کی کاشت بھی کی ہے۔ اور گورنمنٹ نے اوس کا محکمہ ہی علیحدہ کردیا ہے اور علم
کو بیک ٹریالوجی کے نام سے یہ موسوم ہے۔ اور یہ چار قسم
پر ہے۔ اوّل چھوٹی گول سکوکاک کائی کہتے ہیں دوسری بیضاوی
صورت کی جس کو بیک ٹریا کہتے ہیں۔ تیسری لمبی شکل کی جسکو
بی سی لا کہتے ہیں۔ چہارم محرّف قسم کی جس کو اسپری لا
کہتے ہیں۔ پس یہ زہر نباتی جہاں جہاں پیدا ہوجاتا ہے۔ وہاں
وہاں یہ بیماری پھیلتی جاتی ہے۔ بلکہ یہ اوسپر ستزاد کیا گیا ہے کہ شہروں کی
زمین فی مکعب گز کم سے کم پانچ ہزار بیک ٹیریا پائے جاتے ہیں۔ اور میدانوں
اور جنگلوں میں فی مکعب گز سو۔ اور پہاڑوں اور اونچے مقامات اِس بیک ٹریا
یعنے زہریلی نباتی شئے سے خالی ہیں۔ جہاں یہ زہریلی گھاس ہوتی ہے تو مثل
اِس کے کہ جیسے آفتاب کی شعاع جبکہ کسی مکان کے دراز میں پڑتی ہے اور اوسمیں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت چھوٹے چھوٹے ذرّے نمایاں ہوتے ہیں اور بلا اور بیک دہ

تنفس اور سانس لینے میں داخل ہوتے ہیں۔ جن کا ادخال معلوم نہیں ہوتا۔ اوسی طرح سے یہ بھی مثل دیگر ذرّوں اور ریزوں کے سانس کے ساتھ سما جاتے ہیں۔ جو سبب طاعون ہو جایا کرتے ہیں۔ پھر کچھ آگے بڑھکر اوسی رسالہ میں لکھا ہے کہ جن ریزوں کی مثال اوپر گزر چکی ہے۔ بیکٹریا اور بی سی لا کے اجسام سینکڑوں درجہ زیادہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہم اوسکو دیکھ سکتے ہیں نہ چکھ سکتے ہیں نہ سونگھ سکتے ہیں اور نہ ہماری قوت لامسہ اوس کا ادراک کر سکتی ہے۔ تاہم اوس نباتی زہر کا اثر ایسا زبردست ہے کہ لاکھوں کھا بنی آدم کو ہر سال مغلوب کر کے خاکِ مرگ میں ملا دیتا ہے۔

یونانی اطبا کا بیان ہے کہ جب تعفن اور فساد ہوا میں عارض ہوگا۔ اور اصلی ہوا اپنی کیفیت سے متغیر ہو جائیگی۔ تب اس قسم کی وبا۔ مثل طاعون وغیرہ کے پیدا ہوگی۔ پس اگر ہوائے ملکی میں عفونت شامل ہو گئی۔ اور وہی ہوائے سمتی ناک اور منہ اور دیگر مسامات اور دل کی قریب کی رگوں میں جن کو شرائین بھی کہتے ہیں دخیل ہوئی۔ پس اوس نے دل کی باریک نالیوں کے ذریعہ سے روح اور قلب کو جو کہ دونوں مملکات بدن کے ایک زبردست اور قوی حکمران ہیں فاسد کر کے رطوبات اعصابیہ کو خراب کر دیا۔ پس حرارت عفنیہ باقی دیگر اعضا میں کامل طور سے سرایت کر گئی۔ پھر اگر سمیت حد سے زیادہ متجاوز ہوئی تو علاج کرنے کی مُہلت نہ ہوگی۔ بلکہ مبتلائے مرض ہلاک ہو جائیگا۔ اور جبکہ اثر ہوا کا ابدان اور ارواح میں بدرجۂ غایت ہے اور ہوائے خارجی جو باعث ترویح اور تفریح بدن ہے فاسد ہو گئی۔ کیونکہ ہر حالت میں یہی ہوائے

خارجی سبب ترویح ہے۔ لامحالہ اخلاط ابدان من کل الوجوہ فاسد اور گندہ ہوجائینگے۔ چونکہ سبب عام ہے تو لامحالہ مرض بھی عام ہونا چاہئے۔ لہذا ملک کی آب و ہوا جسمیں یہ عفونت موجود ہے۔ سب کی سب خراب اور فاسد ہوکر باعث وبا ہوگی۔ پھر جیسا سبب ہوگا وہ وبا بھی اوسی قسم کی ہوجائیگی عام اس سے کہ وہ وبائے حمیٰ ہو یا ہیضہ یا طاعون وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال اسباب وبا کے بستقرا تین ہیں۔ اول سبب سماوی دوم سبب ارضی سوم سبب اجتماع ارضی و سماوی۔ سبب سماوی وہ ہے کہ جو اوضاع کواکب اور شعاعوں کی تاثیرات قطعات زمین پر پڑتی ہیں۔ اور اون کی وجہ سے بخارات ردیہ جو جوف زمین میں محتقن ہوکر خارج میں صعود کرتے ہیں۔ پھر اون کا شمول اور ذاتی اثر اپنے حیز سے نکلکر ہوائے خارجی میں ہوتا ہے۔ پس جوہر ہوا فاسد اور سمی ہوجاتا ہے اور علاوہ اس کے بعض امور اور وجوہ ایسے ہیں کہ جن کو سوائے ذات عالم اشیا خفی و جلی کے کوئی جان نہیں سکتا۔ سبب دوسرا ارضی جیسے جدال و قتال عظیم کا کسی ملک یا سطح زمین پر واقع ہونا اور خون زمین پر گرنا اور پھر کشتگان کا دفن نہ ہونا۔ پس اس سے بھی ہوا فاسد ہوجاتی ہے کیونکہ خون کے ردی انجرات ہوائے ملکی میں جب شامل ہونگے تو ضرور وہ ہوا جو کسافت سے پاک ہے ناصاف اور مفسد ہوجائے گی۔ علاوہ اس کے ٹھہرے ہوئے پانی میں پتے اور پھل اشجار کے سڑ جانے یا نبستان کے قریب کا پانی یا جہاں سرگین اور نجاست اور گندگی وغیرہ زیادہ ڈالی جائے۔ پس یہ صور مذکورہ باعث خرابی ہوا ہوسکتی ہیں۔ تیسرے اسباب

سماوی اور ارضی دونوں ملکر باعث افساد ہوا ہوں۔ کیونکہ ادہر زمین کے اندرونی انجرات اور ادہر آسمانی کثافات ان دونوں کا باہم مل کر ہوا کو خراب کرنا لہذا یہ صورت بدترین اقسام وبا سے ہے۔ خرابی آب وہوا کی پہچان یہ ہے کہ جب انسان سانس لے تو خارج کی ہوا ناگوار گذرے اور اوس سے کسی قسم کی تفریح اور راحت نہو بلکہ تنفر او تکلیف پہونچے۔ دوسرے جب کسی بلندی یا پہاڑ پر جائیں اور ہوا میں غایر نظر کریں تو ہوا کو گرد آلود اور اندوہ ناک پاویں تیسرے گرد عمارتوں اور مکانات کے ایسا معلوم ہو کہ دہوا اوس کے چاروں طرف سطح عمارت سے لپٹا ہوا ہے۔ چوتھے جو حیوانات ذکی الحس۔ جیسے ابابیل چیونٹی۔ ہدہد۔ چمگادڑ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اپنے اپنے مساکن اور آشیانوں اور بلوں کو چھوڑکر جائے دور و دراز میں چلے جاویں۔ بلکہ پانچویں اوس کے وہ حشرات الارض جو نجاست سے پیدا ہوتے ہیں مثل مکھی۔ گرگٹ اور دیگر ہوام مثل مچھر پسو کیڑے وغیرہ کی کثرت۔ نمودار ہوں جیسا کہ شیخ نے قانون میں کہا ہے واما العلامات التی علی سبیل المقارنۃ للسبب فمثل من تری الضفادع فی کثرت وتری الحشرات المتولدۃ من العفونۃ کثرت تم کلامہ اور حشرات الارض زیر زمین سکونت پذیر ہیں جیسے چوہے۔ نوکہری سانپ۔ بچھو۔ کھنکھجورے اپنے اپنے سوراخوں سے بلا خوف مردم نکل آویں۔ اور پھر اپنے بلوں میں جانیکا ارادہ نہ کریں اور جو نہ نکلیں تو اونہیں سوراخوں میں مرجائیں۔ بلا محل اور بلا ضرورت کے ہوا کا باعتبار گرمی اور سردی کے متغیر ہوجانا

ف لیکن وہ علامات جو نزدیک کرنیوالی سبب کی ہیں پس مثل اس کے کہ پایا جانا مینڈکوں کا بکثرت اور دیکھا جانا حشرات الارض کا بکثرت سے جو کہ نجاست سے پیدا ہوتے ہیں ۱۲ ختم ہو گیا کلام اوسکا۔

ہوا کا اپنے اوقات معینہ پر نہ چلنا - ہوا میں تیرگی اور غلظت کا ہو جانا - آخر فصل ربیع
میں ستاروں کا ٹوٹنا - دنبالہ دار ستاروں کا نکلنا - اور افق میں سرخی بحید نمودار
ہونی اور فصول ثلاثہ کا وضع طبعی سے زیادہ متغیر ہو جانا - نباتات خبیثہ کا کثرت سے
پیدا ہونا - پانی کا اپنے خاص موسم میں کم برسنا - مگر ابر غلیظ سے آسمان کا ناصاف
رہنا - اکثر بعض غلّے کے پیداوار میں تشیلی حالت کھانے اور استعمال کرنے سے
محسوس ہونی - بہر حال گرم ممالک اور دامن کوہ کی ہوا بہ نسبت دیگر مقامات کے
بہت خراب اور فاسد ہو جاتی ہے - اور سرد ملکوں یا وہ گرم ممالک جہاں کی ہوا
کثیر الرطوبت ہے اور پہاڑ سے دور واقع ہے کمتر بُری ہوتی ہے - جو وبا کہ فصل ربیع
میں واقع ہوتی ہے وہ نہایت خبیث اور ردّی ہوتی ہے - لیکن جن لوگوں کے
بدان میں استعداد اثر وبائی ہوتی ہے وہ بہت جلد مبتلائے وبا ہو جاتے ہیں
بہ نسبت مشائخ اور جوانوں کے لڑکوں میں استعداد قبول اثر ہوا کی زیادہ ہوتی
ہے پس باعتبار نوع کے زنگیوں میں پھر ہندیوں میں اور باعتبار غلبہ اخلاط کے دموی
میں پھر صفراوی مزاج والے ہیں - پھر سوداوی مزاج ہیں - پھر بہت کمتر بلغمی مزاج
شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ جب ہوا باعتبار کیفیت کے حرارت اور برودت میں مستحیل
ہوئی اور باعتبار طبیعت اور جوہر کے اوسکا تغیر بجانب عفونت اور فساد کے ہو وے
جیسا کہ پانی میں تغیر ہو جاتا ہے - اور رنگ و ذائقہ اپنی اصلی حالت سے متجاوز
ہو کر بدلجاتا ہے تو اوسی کا نام وبا ہے - جس طرح کہ آب بسیط میں کوئی شے خارج
سے نہیں شریک ہوتی تو وہ فاسد اور خراب نہیں ہو سکتا - ایسا ہی ہوا کا حال ہے -
کہ جبتک ہوا اپنی اصلی حالت میں ہے عمدہ اور صالح ہے مگر جب ردّی اور خراب اور

۳ مزاج
۴ میں

مفسدہ زمین کے ابخرات اوس میں شامل ہوئیے تو کیسے ہوائے مذکور خالص رہسکتی ہے
اور کبھی ایسا بھی تجربہ میں آیا ہے کہ جب کثرت سے ہوا چلتی ہے تو جس مقام یا موضع
میں کہ وبا نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں کی ہوا بہت صاف ہے تو استکشار ہوا مواضع بعیدہ
سے اون مقامات اور گڈھوں کے پانی کو جس میں گندگی اور نجاست ہوتی ہے یا
جن گڈھوں اور چشموں کا پانی سڑجاتا ہے اور گندہ اجسام معرکہ جنگ میں یا
جہاں وبائے مہلک پہلے سے ہو اور وہ اجسام وہاں مدفون نہ ہوئے ہوں یا نہ
جلائے گئے ہوں گزرتی اوس کرتی ہوئی اوس صاف ہوا کے موضع میں ہوائے
مفسدہ کو لاتی ہے کبھی ابخرہ بد اور متعفن زمین کے باطن میں پیدا ہوجاتے ہیں
ان سب تغیرات کا مبدء حقیقی باعتبار کیفیت اور طبیعت کے ایک شکل ہے منجملہ
دیگر اشکال فلک کے کہ جس سے ہوا میں غیر اعتدالی پیدا ہوجاتی ہے اوسی کا وبا نام
ہے اگرچہ میں اوس شکل فلکی کو سبب وبا نہیں جانتا۔ مگر منجمین اس کی بابت بہت
صحیح طور سے دلیل لاتے ہیں جہانتک میں خیال کرتا ہوں تو عالم کون وفساد میں
سبب بعید وبا کا ایک شکل اشکال سماوی سے ضروری ہے اور سبب قریب
اوس کا احوال ارضی ہے پس ایسی صورت میں قوائے فعالہ سماوی یعنی کواکب
وغیرہ اور قوائے منفعلہ ارضی یعنے مواد عناصر وغیرہ سے باہم مل جلکر ایک قسم کا خراب
اور فاسد مادہ نمودار ہوجاتا ہے۔ جو ہوا میں شریک ہوکر براہ شرائین تمامی قطعات
بدن میں منتشر ہوکر صورت وبا کی ظاہر کرتا ہے اور روح وطبیعت پر اس کا اثر
پڑکر باعث وبائے عام ہوتا ہے۔ مگر بشرطیکہ جن کے ابدان میں صلاحیت قبول اثر
ہوا کی ہو ورنہ اون کی روح ہرگز منفعل بہ وبا نہیں ہوسکتی و نیز استعداد ابدان

کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ بدن مستعد وبا کا ممتلی باخلاط ردیہ بھی ہو۔ اس لئے کہ جو بدن فضول ردیہ سے پاک ہوگا وہ کم منفعل ہوگا۔ مگر ہاں جو ابدان کہ ضعیف ہونگے وہ منفعل ہو جائینگے جیسے وہ لوگ جو کثرت سے جماع کرنے کے عادی ہیں یا قلب کو اپنی تمامی محنتوں میں رکھکر اپنے آپ کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اور بہت ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو یہ وبا عارض ہوئی اور خود ان کو اپنے جسم سے بوئے بد اور خراب آنے لگی اور اونہوں نے کوئی معقول تدبیر نہ کی تو وہ لوگ بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ عفونت اون کی قلب میں مستولی ہو جاتی ہے۔ اور یہ قوی تر سبب ہلاکت کا ہوتا ہے۔

وہ علامات جو مخصوص طاعون میں پائے جاتے ہیں

تیز تپ کا پیدا ہو جانا۔ نبض کا سریع اور متواتر ہونا۔ خفقان اور غشی کا عارض ہونا کنج ران راست یا چپ یا زیر بغل راست یا چپ کے گول ورم یا اوقات مستطیل صورت کا ہونا۔ ورم میں بجید صلابت یا سختی کا ہونا بعض اوقات قبل تین چار روز کے بدن میں سستی۔ نقاہت۔ کسل معلوم ہونا پھر مرض کی قوت تامہ ہونے پر علامات مذکورہ بالا کا پایا جانا۔ طبیعت کا ماش کرنا۔ آنکھ سرخ رہنی۔ بیحد کم طاقتی کا محسوس ہونا۔ نیند نہ آنی بلکہ غفلت سی طاری رہنی۔ مریض سے کلام کا ساقط ہو جانا زبان میں حرکت اضطراری پیدا ہونا۔ زبان کا سیاہ یا میلا ہو جانا۔ زبان کا بات کرتے وقت جلد نہ پلٹنا۔ بعض اوقات نبض کا ممتلی اور ملائم رہنا۔ فی منٹ نبض میں سو بار سے کم وبیش کا نبضہ کا چلنا۔ نبض میں تھرتھراہٹ۔ آغاز مرض میں

اکثر قبض ہو جانا۔ بعض مرضا کا اسہال میں مبتلا ہو جانا۔ پاخانہ میں سخت بدبو کا محسوس ہونا بسا اوقات خارش بلا ظہور بثور بدن پر معلوم ہوتی۔ بعض اوقات باوجود تپ غثیان و استفراغ کثیر و نمود ورم کے خشک کھانسی کا آنا۔ بعض صورتوں میں تپ کے ساتھ سرسامی حالت کا پیدا ہو جانا۔ چہرہ پر آثار بدحواسی کے نمودار ہونے۔ ایک آدھ روز گزرنے کے بعد نبض نیلی یا دودی ہو جاتی۔ طبری کہتا ہے کہ اگر کوئی عضو متغیر نہو اور باوجود تپ کے گلٹی یا ورم بھی ہو مگر تپ کے ہمراہ سرسامی حالت نہ ہو تو وہ مہلک نہ ہوگا۔ اگر وبائی کے ساتھ باوجود ہونے ورم کے عقل میں فتور ہو جائے۔ اور سانس جلد جلد چلنے اور نبض سریع ہو جائے پس یہ صورت مہلک ہے چنانچہ شیخ داود انطاکی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے متی قارنہ حمی واختلاط عقل و تواتر فے النفس والنبض سریع فمھلک جاننا چاہئے کہ وبائی تپ کیساتھ غثیان اور بیہوشی اور قے اوس وقت عارض ہوگی جبکہ سمّی مادہ بذریعہ شرائین کے حوالی دل میں پہنچ جائیگا اور اگر یہ مادہ وہاں تک نہیں پہنچا اور تدبیر معقول کیگئی تو مریض کے بچ جانے کی قوی امید ہے۔

ڈاکٹران ہیمو پیتھک نے اس کے علامات کی تین قسمیں کہیں ہیں۔ اول انکیوبیشن اسٹیج دوم فی برائیلس اسٹیج سوم اسٹیج اف فروسنس اینڈ کون وی لے سنس علامت قسم اول طبیعت کا سست اور مضمحل رہنا۔ اعضا شکنی کا ہے گاہے تپ کا آجانا۔ درمیان دو جوڑوں کے اولاً درد محسوس ہونا۔ پھر گلٹی یا ورم کا پیدا ہو جانا۔ کبھی متلی کبھی درد سر کا ہو جانا۔ ابتدا میں یہ کیفیت کم سے کم چھ گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ چھ دن تک طاری رہکر بخار شدید کا آجانا۔

اور پھر یک بیک جملہ علامات طاعون کا ظاہر ہونا۔ قسم دوم جس کو نیومونک یا پلیس اسیتک
بھی کہتے ہیں اوس کے علامات حسب ذیل ہیں۔ شدت سے بخار کا لرزہ کیساتھ
آجانا۔ مریض کا سست اور متغیر الحال ہو جانا۔ بخار کے ساتھ ہی شدید
دردسر کا محسوس ہونا۔ ہذیان بکنا۔ کمر اور پیٹھ میں درد رہنا۔ شدید پیاس کا
پیدا ہو جانا۔ گلٹی کا وجود ہو کر رفتہ رفتہ ترقی کرنا اور اوسمیں جید درد کا
پیدا ہونا۔ فم معدہ پر گرمی اور سوزش معلوم ہونی۔ پسینہ کا نہ نکلنا۔ زبان کا میلا
رہنا مگر کنارے صاف اور سرخ رہنے۔ ٹمپریچر کا ایک سو تین سے لیکر ایک سو
سات درجہ کا بڑھ جانا۔ بخار کا یکساں رہنا کبھی بالکل کم اور کبھی بہت زیادہ
نبض مریض کی کمزور اور پھر غیر منتظم ہو جانی۔ اکثر مریض کا غافل رہنا
ثقل سماعت۔ فضلہ اور جسم میں بدبو محسوس ہونی۔ چہرہ زرد اور اوس پر
تہیج۔ آنکھوں کی تپلیوں کا بدلجانا۔ دماغ کا جلد ماؤف ہونا۔ بعض اوقات
بدن میں رعشہ رہنا۔ پیشاب کا کم اور رنگین رہنا۔ یہ قسم بہت مہلک ہے
اسکو فلمننٹ کیس Fulminant case کہتے ہیں اور بسا اوقات
چوبیس اور زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹہ کے اندر مریض ہلاک ہو جاتا
ہے۔ اور کبھی ایسی صورت میں گلٹی نہیں نکلتی۔ قسم سوم بخار میں رفتہ رفتہ کمی
ہونی۔ پسینہ آنا۔ نبض کا ساعت بساعت زبردست ہونا۔ مریض کو خود
بخود آرام ملنا۔ بدحواسی میں خفت ہونی۔ چہرہ بارونق ہو جانا۔ قارورہ مقدار
میں زیادہ ہونا۔ زبان کی خشکی دور ہونی۔ گلٹیوں میں درد نہ ہونا۔ گلٹی
میں ریم پڑکر پھوٹ جانا۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس عارضہ میں روحی قوت

کمزور ہوجاتی ہے۔ مریض کو بہت دنوں کے بعد قوت آتی ہے +

آیا مرض طاعون متعدی ہے یا نہیں

فی زمانناً یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا یہ مرض متعدی اور ساری ہے یا نہیں کیونکہ بعض اطبائے معاصرین اس کے قایل ہیں کہ اس مرض میں استعداد تعدیہ ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ یہ مرض عامہ وافدہ ہے۔ اور اسپر اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ لہذا مجھے بھی لازم آیا کہ میں اس امر کا فیصلہ کروں کہ آیا اس میں کون امر حق اور کس کے دلائل قریب قیاس اور مقترن عقل سلیم ہیں حال آنکہ یہ اپنی اپنی رائے ہے کیونکہ رائے کا بعد قطع حجت باخود دلایل کے قائم کرتے ہیں استدلال کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر جو اطبا طاعون کے عامہ وافدہ ہونیکے قایل ہیں۔ انکا مقولہ ہے کہ جن امراض کا متعدی ہونا اطبائے سابقین کے نزدیک ثابت ہوا وہ ۱۰ مرض ہیں جیسے ۱ نارش ۲ برص ۳ سل ۴ جذام ۵ قروح عفنہ ۶ تپ وبائی ۷ چیچک ۸ آشوب چشم ۹ ضرس ۱۰ بخر الفم ۱۱ بواسیر ۱۲ آتشک چنانچہ صاحب شفاء الاسقام لکھتے ہیں وھذہ الامراض المشھورۃ من الامراض المتعدیۃ ولیست منحصرۃ فیھا یعنی یہ امراض مشہورہ متعدیہ سے ہیں۔ لیکن انپر انحصار نہیں لہذا کہتے ہیں کہ اطبائے سابقین نے جو امراض متعدیہ کی تفصیل کی ہے اوسمیں سے طاعون کو نہیں لکھا۔ لہذا یہ متعدی نہیں ہے بلکہ امراض عامہ وافدہ سے ہے دوسری دلیل یہ لکھتے ہیں کہ اگر ملا سبب عام مشترک کے

یہ مرض لاحق ہو اور قربت قریبہ کیوجہ سے ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل
ہو تو وہ مرض متعدی ہے۔ اور اگر سبب مشترک اوسکا عام ہے تو وہ عامہ وافدہ
ہے اور فاضل قرشی نے امراض طاریہ کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک عامہ جو کسی
قبیلہ یا ناحیہ سے مختص نہو اور خاصہ جو مختص ہو۔ پس ایک کو وبائیہ اور دوسرے
کو وافدہ کہتے ہیں الامراض الطاریۃ علی نوعین عامۃ وھے لا تختص بقبیلۃ
اوناحیۃ ویسمے وبائیۃ وخاصۃ وھے التی تختص باحدھما ویسمی
وافدۃ ویقال لھا الامراض الجنسیۃ بہرحال طاعون عام مشترک
جمیع اشخاص میں ہے پس یہ امراض عامہ وافدہ سے ہے نہ متعدیہ سے۔ علاوہ
اِس کے یہ بھی ہے کہ ملازمان گورنمنٹ اور ارباب پولیس خصوص یورپین
جو ارباب طواعین سے زیادہ میل جول رکھتے ہیں۔ اور اکثر اون کو باہم صحبت
اور مخالطت رہتی ہے وہ ہرگز مبتلائے طاعون نہیں ہوتے۔ پس اگر یہ متعدی
ہوتا تو جو لوگ صاحبان طاعون سے ہم پیالہ و ہمصحبت رہتے ہیں تو ضرور اون پر
گرانبار تاثیر ہونی چاہیئے کہ وہ بھی مبتلائے بلا ہو جائیں۔ اور جو اصحاب اِس مرض
کے متعدی ہونے کے قایل ہیں وہ بالبداہۃ یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ اگر
گھر میں زید مبتلائے مرض ہوا تو صریحًا دیکھا گیا کہ بکر اوسکا بھائی اور خالد اوس کے
بیٹے نے اوس کی تیمارداری اور ہر طور سے خلا ملا رکھا۔ پس وہ بھی مبتلائے مرض
ہو کر ہلاک ہو گیا۔ مگر اوس گھر کے جو لوگ اوس کے قریب نہیں گئے وہ اِس مہلک
مرض سے بچ گئے تو اگر یہ مرض عامہ وافدہ سے ہوتا تو عام طور سے سارے گھر کے
لوگ ہلاک ہو جاتے بلکہ اون میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا۔ کیونکہ ... ہوا کی

عام ہے اور وہ ہوا سارے گھر پر محیط ہوگئی۔ جبکہ دونوں کے دلائل بیان کر دیئے
تو لازم آیا کہ میں اس امر کی تحقیق کروں کہ آیا ان ہر دو اقوالہائے اطبائے متاخرین
میں امر واقعی کیا ہے اور کونسا مسئلہ ان دونوں میں قریب بہ صواب و قرین
قیاس ہے۔ میں تحاکمہ نہیں کرتا نہ مجھے ایسی زیادہ قابلیت بہ مقابلہ ان حکمائے
متاخرین کے ہے تاہم یہ مجھے ضرور لازم ہے کہ میں ذاتی خیال کے سچا ٹھہرانے
کے لئے ایک صحیح رائے قائم کروں عام اس سے کہ کوئی اس رائے کو مانے
یا نہ مانے۔ لہذا میرے نزدیک یہ مرض متعدی و ساری ہے اوس پر دلیل یہ ہے
کہ جس قدر امراض وبائی ہیں وہ صرف ہوا کی خرابی اور فساد ہی سے نہیں ہوتے
بلکہ فعل کے اثر کرنے کے لئے صلاحیت اور استعداد منفعل کی واجب ہے۔
لہذا میں مختصراً باعتبار مسائل حکمیہ کے وہ باتیں لکھتا ہوں۔ کہ جو اس موقع
کے خلاف نہیں ہیں اور حجت قائم کرنے کو عقلاً ضروری ہیں۔ اولاً یہ کہ منفعل
کے پہلے فاعل کا موجود ہونا بداہتہً ضروری ہے اس لئے جبتک فاعل موجود
نہ ہوگا دوسرے پر اپنا اثر کیسے ڈال سکتا ہے اور وہ یعنی منفعل کیونکر متاثر
ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکمانے اس اصول کو مان لیا ہے کہ جبتک کسی شئے کا وجود
نہ ہوگا وہ شئے نہ پائی جائیگی۔ دوسرے فاعل کا وجود بہ نسبت منفعل کے اقویٰ
اور اکمل ہونا چاہئے۔ تیسرے منفعل میں استعداد قبول کرنے فاعل کے اثر کی تمام تر
ہو۔ کیونکہ اگر منفعل میں قابلیت و صلاحیت قبولیت اثر فاعل کی نہ ہوگی تو کیسے ممکن
ہے کہ صورت فاعلہ کا استحالہ طرف صورت منفعلہ کے ہوگا۔ چنانچہ علم آلہیات میں
اسکا فیصلہ بہت ہی واضح طور سے ہو چکا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ مثلاً بکر جس

وبائے طاعون میں پہلے پہل مبتلا ہوا اور اوس کے اخلاط فاسد تھے اور خون میں بھی مادہ فاسدہ کی رداءت آچکی تھی۔کیونکہ اخلاط اور ارواح میں استعداد اور قابلیت اوس فاعل کی جو بہ واسطہ تنفس فاسد اور وبائے ہوای بکر سے حاصل ہوئی ہے پہلے سے موجود تھی یعنی ہوا کی خرابی اور رداءت کو بکر کی خرابی اور رداءت سے سبق حاصل کر کے اپنے مشابہ اور مماثل بنا لیا یعنی زید اوس حالت میں ہو گیا جس حالت میں بکر مبتلا تھا۔اس لئے کہ ایسے صالح اور قابل اخلاط ردیہ اس زید کے تھے جس نے بکر کے اخلاط ردیہ کو قبول کر لیا۔پس یہی وجہ ہے کہ حکما جمیع اشخاص ملک کو مرض وبائیہ کے قبول کرنیکا صالح اور قابل نہیں جانتے۔اسی واسطے صاحب کامل نے لکھا ہے ان الامراض الوبائیۃ لیست تحدث بجمیع الناس لکن ما کان منہا حادثا عن تغیر مزاج الھواء فمن شانہا ان تحدث لمن کان مزاجہ مشاکلاً لمزاج الھواء فی ذلک الوقت وما کان منہا حادثا عن تغیر جوھر الھواء فمن شانہ ان یحدث اکثر ذلک بمن کان فی بدنہ اخلاط ردیۃ مشاکلۃ لجوھر الھواء الردی لانہا فی ذلک الوقت مستعدۃ لقبول ما یوردہ فیہا من تلک العلل والامراض یعنی وبائی امراض ہر آدمی میں کلی طور سے نہیں پیدا ہوتے۔مگر اون میں سے وہ امراض وبائیہ جو بوجہ متغیر ہونے مزاج ہوا کے پیدا ہوں اوس کی شان سے یہ ہے کہ جس کا مزاج ہوا کے ہم مزاج ہوگا تو وہ مزاج جو ہوا کا ہے وہی اوس وقت پیدا ہو جائیگا۔

اور جو وبائی امراض تغیر جوہر ہوا سے پیدا ہوں اوس کی شان سے یہ ہے کہ
جس شخص کے بدن میں اخلاط ردیہ مشابہ جوہر ہوائے وبائی کے ہونگے تو اوسی
کے ہم شکل امراض پیدا ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ اگر ہم اوس کو مان لیں کہ درحقیقت
مرض طاعون عامہ وافدہ سے ہے یعنی رداءت ہوا کی کل ملک کی ہوا میں شامل
ہوگئی تو اس اشتمال سے کل ہوائے ملک فاسد ہوگئی تو چاہیئے تھا کہ ہر
ذی روح اور ذیحیات عام اس سے کہ وہ حیوان مطلق ہو یا ناطق کل کے کل
اسی مرض بے درمان میں مبتلا ہو کر ہم آغوش لحد ہو جائیں اور کوئی باقی
حال آنکہ ایسا نہیں ہے پس اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جس میں صلاحیت اور
قابلیت قبول اثر ہوا کی ہوگی اور درانحالیکہ ہوائے ملک فاسد اور متعفن
ہے پس وہی مبتلائے طاعون ہوگا غیر نہیں ہو سکتا چنانچہ اس قول کی
تائید میں علی بن عباس مجوسی کہتے ہیں کہ قد ینبغی ان تعلم ان الامراض
الردیئة الوبائیة لیست تعرض للناس من فساد الهواء
فقط لکن انما تعرض، ولا فی اکثر ذلک لمن کان فی بدنه
اخلاط ردیئة فاسدة قد اجتمعت واستعدت لقبول ما
یفعله الهواء ویؤثره فیها وذلك الهواء الردی[۱] اوا ستنشقته

[۱] بتحقیق تم کو یہ ضرور ہے کہ جانو کہ بتحقیق امراض ردیہ وبائیہ نہیں وارد ہوتے ہیں صرف فساد
ہوا سے لیکن جز این نیست کہ عارض ہوتے ہیں اور اکثر زیادہ تر ان لوگوں کے اجسام میں کہ
ہے بیچ بدن اوس کے کے اخلاط ردی فاسد جو تیار ہیں واسطے قبول کرنے
فساد ہوا کے۔ اور اوس ہوائے ردی کا ! استنشاق کیا

الانسان وورد الى الابدان استحالت الارواح والاخلاط
التى كانت مستعدة فيه ان طبيعة ذلك الهواء
بسهولة للمشاكلة التى بينهما فى الردائة فحينئذٍ
تحدث لامراض الردية المهلكة فان الابدان التى
لافضول فيها وهى الابدان التى يعافى اصحابها حفظ
صحتهم على ما يجب تكون سليمة من الامراض
الردية التى ذكرنا وكذلك الابدان التى مزاجها مضاد المزاج الهواء
لايعرض لها شيئ من ذلك فانها تصير حسن حالا وذلك لان مزاجها يغلب مزاج الهواء الردية في
ذلك الوقت فيكثر عادية ولولا ان ذلك كذلك
لكان جميع الناس يمرضون ويهلكون فى زمان الوباء
اور جو حکمائے موجودہ اس مرض ساریہ متعدیہ کو عامہ اور وافدہ کہتے ہیں وہ
قوت ستاء الاستقامہ کا جیسا کہ پیشتر اس کے بیان ہوا دلیل لاتے ہیں اور کہتے

انسان نے اور وارد ہوئی بدن میں تو استحالہ کردیگی یہی ہوا ارواح اور اخلاط کو جو تیار رکھتی
واسطے قبول کرنے ایسی ہوا کے آسانی بہ سبب مماثلت اور مشابہت کے دونوں باعتبار ردی
ہونیکے۔ پس اوس وقت امراض ردی اور مہلک پیدا ہونگے کیونکہ وہ اجسام جنمیں خلط ردی
نہیں ہے اور جن لوگوں نے تحفظان صحت جیسا کہ سزاوار ہے کی ہے تو وہ لوگ امراض ردیہ
سے محفوظ رہینگے جنکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح سے وہ ابدان جنکا مزاج مزاج ہوا سے متضاد ہے
پس اون کو کچھ اس سے عارض ہوگا بلکہ ونکا بہتر حال رہیگا اور یہ اسواسطے کہ اونکا مزاج ہوا کے مزاج پر جو کہ
اسوقت ردی ہورہی ہے غالب آئیگا پس کثرت ہوگی دفع مرض کی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو سب کے سب
لوگ بیمار پڑتے یعنی کل خلائق عام اس سے کہ حیوان مطلق ہوں یا ناطق علیل ہوتے اور زمانہ وبا میں ہلاک ہوجاتے ١٢

ہیں کہ جو فہرست امراض متعدیہ کی ہے جیساکہ اوپر اوس کی تفصیل بیان
ہوئی اوس میں یہ مرض داخل نہیں ہے لہذا یہ مرض متعدیہ سے نہیں۔ کیا
میں یہ نہیں کرسکتا کہ صاحب شفاء الاسقام نے جہاں امراض مشہورہ
متعدیہ کو بیان کیا ہے یہ بھی کہدیا ہے "ولیست منحصرة فیہا" جس کا ظاہر مطلب
یہ ہے کہ جو امراض متعدیہ ہم نے بیان کئے ہیں اسی پر انحصار نہیں ہے جس سے
نتیجہ پیدا ہو کہ یہ مرض امراض متعدیہ سے نہیں ہے بلکہ امراض عامہ وافدہ سے
ہے ممکن ہے کہ اور بھی امراض متعدی ہوں۔ علاوہ اس کے کسی طبیب نے
یہ بھی اپنے اقوال میں نہیں بیان کیا ہے کہ طاعون مرض عامیہ وافدہ سے
ہے تو کیسے اسپر بلا دلیل عقلی و نقلی متعدی ہونا لازم آئیگا۔ اور کیا یہ کہنا ممکن نہیں
ہے کہ یہ مرض طاعون ابتدائے دنیا سے آجتک چند بار آفت پذیر ہوا ہے جیسا کہ
ارباب تواریخ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ جب اطبا امراض متعدیہ
کی تفصیل لکھنے لگے ہوں تو ذہن صافی نے اون کو نہ یاد دلایا ہو اور
لکھنے کی اجازت نہ دی ہو بلکہ بھول گئے ہوں۔ کیونکہ اطبا نے جو امراض متعدیہ
کی تفصیل کی ہے وہ اس قدر متواتر اور متوالی ہیں کہ ہر فصل اور ہر
زمانہ میں اون کا وجود ہوتا ہے اور اون کے علاج کا اتفاق ہوتا رہتا ہے
لہذا جو امور کہ ہر وقت پیش نظر رہتے ہیں وہ کبھی بھی فراموش
نہیں ہو سکتے۔

جبکہ شروع شروع میں اس مرض طاعون نے ہندوستان کے
بعض بعض حصص کو گھیر لیا اوس وقت ڈاکٹراں اور محققان جدید طب

بھی اسکو مرض عامہ وافدہ سے کہتے تھے۔ لیکن پھر تجربہ کے بعد اون لوگوں کو
مان لینا پڑا کہ ہماری رائے بابت طاعون وبائی کے جس کو ہم مرض عامہ وافدہ کہتے
تھے غلط ہے۔ بلکہ یہ واقعی مرض متعدیہ ساریہ میں سے ہے۔ کیونکہ جب خالص اور
صحیح ہوا مفسد ہوگئی تو لامحالہ حسب صلاحیت ہوائے مفسدہ کوئی نہ کوئی مرض
ضرور پیدا ہونا چاہئے۔ چنانچہ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ طاعون اور چیچک والے
مرضا میں ایک قسم کا سمی مادہ ہوتا ہے جو مثل ایسے خفیف دہوئیں کے نکلتا ہے
کہ بخوبی محسوس نہیں ہوتا۔ جس طرح سے کہ برسات کے زمانہ میں رکھی ہوئی
دیا سلائی کسی سخت سطح پر رگڑی جاوے اور اوس سے ایک قسم کا دہواں کم کم نکلنا
شروع ہو پس اسی طور سے مبتلائے امراض طاعون کے ابدان سے بھی ایک
قسم کا سمی مادہ خفیف وہواں بنکر شخص مجاور کے بدن سے مس ہوتا ہے اور وہ
مسامات بدن اور تنفس کے وسیلہ سے اندرون جسم داخل ہوکر روح کو فاسد
اور سمی کردیتا ہے۔ کیونکہ وہ مادہ دراصل ایسا لطیف اور خفیف المحس ہے۔
جو شخص مجاور اور قابل قبول مادہ کو محسوس نہیں ہوتا۔ ایسے مادہ کو انگریزی میں
ان فیک شینس Infections. کہتے ہیں۔ اب اسپر یہ ضرور اعتراض
ہے کہ جو کوئی مجاور در مقرب شخص مبتلائے طاعون ہو لامحالہ وہ بھی اس مہلک
مرض میں مبتلا ہوجائے حالانکہ ایسا نہیں ہے لہذا اسکا جواب ایک ادنے سے
تعمق اور غائر خیال سے ممکن ہے کہ ہر شخص کا خون یکساں نہیں ہوتا اور اگر
یکساں ہوتا تو ممکن تھا کہ دوسرا شخص بھی ہم مزاج اوس کے ہوکر مادہ موجودہ
ہوا کو قبول کرلیتا اصل یہ ہے کہ جس قدر مادہ خالص نہ ہوگا اوسی قدر اوس کا اثر

جلد اور تیزی کے ساتھ ہوگا۔ مثلاً ہم نے تھوڑا قاتل زہر لیا اور ایک کافی مقدار
پانی میں گھولکر کسی کو پلایا۔ تو ضرور پینے والا اوسکا مرجائیگا۔ مگر جب ہم نے اوسی
مقدار زہر کو اوس پانی کے سو حصہ زائد میں شامل کر دیا اور پینے والے نے
رفتہ رفتہ پیا ممکن ہے کہ بہت کم اثر ہو یا نہ بھی ہو اسی واسطے گورنمنٹ نے
جابجا ممالک میں قرنطینہ وغیرہ کھلی ہوا میں مقرر کر رکھے ہیں تاکہ وہ لوگ جنکو
شاید ہوائے فاسد لگجائے تو ان میدانوں کی کثیر ہوا ان کے ابدان کو پاک
وصاف کردے اور وہ محفوظ رہیں۔ لہذا میں بوجہ خوف طوالت رسالہ ہذا اس میں
بحث معتدبہ وغیر معتدبہ کو اسی جگہ پر ختم کر کے اپنے ملکی بھائیوں کو اس جانب
توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ باعتبار حفظ ماتقدم کے اس مرض سے بچ جانے
کیلئے کون کون سی تدابیر کرنی چاہئیں تاکہ وہ اس مرض مہلک سے تا مقدور
محفوظ و مصئون رہیں +

مرض طاعون سے بچ جانے کی تدابیر

واضح ہو کہ جہاں یہ مرض عام طور سے جاری اور ساری ہو تو انسان کو سزاوار ہے
کہ وہاں کا رہنا اور قیام ترک کر دے تو اوس زمانہ تک اپنے اصلی مسکن سے جدا
رہے۔ جبتک کہ وہاں کی ہوا صاف نہو جائے بلکہ اگر زیادہ نہو سکے تو اس قدر
ضرور کرے کہ اپنے مکان مسکونہ سے نکل کر باغات یا کھلے ہوئے میدانوں یا
صحرا کے کسی اونچے ٹیلہ پر اپنا قیام قرار دے۔ کیونکہ بہ نسبت مکانوں اور

کچھ مقام کے کھلے ہوئے میدانوں اور صاف سطح کی اونچی زمین کی ہوا میں زیادہ
تر تازگی اور لطافت بہ مقابلہ پست زمین کے ہوتی ہے۔ لہذا مجھے فرض ہوا کہ
میں اپنے دعوے کو بدلائل عقلی اور نقلی بھی ثابت کرکے دکھادوں کہ حالت وبائے
طاعونی میں محض اپنی جان بچانے کی غرض سے اپنے اپنے مواطن اور مساکن کو چھوڑنا
بہتر ہے یا گھر میں رہنا مناسب ہے میرے نزدیک جب یہ مفسد ہوا طاعون
کے لباس میں آکر اوس مقام یا شہر کو محیط کرنیکا ارادہ کرے جسمیں سکونت ہے
اور واقعات اموات شروع ہوجائیں تو جب آثار ہوا خراب دیکھے جائیں
فوراً وہ مقام چھوڑ دیں اور آب وہوا بدل دیں اور مناسب تو یہ ہے کہ جہاں
کی عمدہ آب وہوا ہو وہاں قیام کریں یا مقام مسکونہ کے آس پاس باغات یا
اونچے مقام پر تا زمانہ رواں ہوائے فاسدہ میں رہیں اور جب بالکل اطمینان
ہوجائے تب اپنے اپنے مواطن ومساکن میں جاکر آباد ہوں اور ایسی خوفناک
آفت سے گریز کرنا کچھ اسلامی طریقہ میں بھی خلل انداز نہیں ہوتا۔ مگر ہاں
جبکہ ہوائے مفسدہ سارے شہر یا مقام سکونت کی سراسیمی اور فاسد ہوکر
محیط ہوجائے اور اموات کثیرہ ہونے لگیں تو پھر وہاں سے فرار کرنا ہرگز نہ چاہیئے
چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہے فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ
السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی اوتارا ہم نے اون لوگوں پر جنہوں نے
بے ادبی کی ہے عذاب سخت کو آسمان سے بہ سبب اس کے کہ وہ لوگ فاسق
تھے یعنی جن لوگوں نے فسق وفجور کی عادت کرلی تھی کیونکہ فسق کے معنی طاعت
خدا اور دین برحق سے نکلجانے کے ہیں اکثر مفسرین نے بیان فرمایا ہے

کہ آیہ کریمہ مرقومہ بالا میں رجز جسکے معنے عقوبت یا عذاب کے ہیں طاعون سے
مراد ہے چنانچہ تفسیر فتح العزیز میں مذکور ہے کہ قوم بنی اسرائیل سے چوبیس
ہزار آدمی ایکدن میں مر گیا سبب مرگ اون کا یہی طاعون تھا اور یہ عذاب الٰہی
اسطور سے نازل ہوا کہ سمی ہوا آسمان سے زمین پر اوتری اور آدمیوں کے اجسام
میں براہ مسامات داخل ہوئی جس نے مزاج روح کو فاسد کرکے خون کو متکیف
بکیفیت سمیہ کردیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغلوں یا وہ مقامات جہاں دو جوڑ باہم ملے
ہیں وغیرہ جا ہائے نرم بدن میں اس زہریلی ہوا نے اس قدر تاثیر کی کہ طاعون
نمودار ہوا جسکی سمیت قلب اور اوس کے حوالی میں پہنچکر موجب ہلاکت عامۂ مخلوق
ہوئی۔ صحیح مسلم اور دیگر صحاح حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک رجز اور عذاب ہے کہ اگلے لوگ بہ سبب اپنی بداعمالی
کے معذب ہوئے ہیں بلکہ یہ بیماری کسی شہر یا ملک وغیرہ میں بالکل آجائے تو
وہاں سے بھاگنا نہ چاہئے۔ اور اگر سنا جائے کہ فلاں مقام پر یہ بیماری موجود ہے۔
تو وہاں ہرگز نہ جائے۔ اس لئے کہ صورت اول میں احکام الٰہی سے بھاگنا اور جادۂ
رضا و تسلیم پر ثابت قدم نہ رہنا ہے اور صورت دوم میں عذاب الٰہی سے بیخوف
ہوجانا اور شرکت غضب خداوندی پر جرأت کرنا ہے۔ دوسری حدیث میں
وارد ہوا ہے کہ جس جگہ وبا ہو اور وہاں کے لوگ نہ بھاگیں بلکہ صبر و شکر کریں
تو حقتعالی اوسکو ثواب عظیم کا امیدوار کرتا ہے اور مرتبہ شہدا پر فائز فرماتا
ہے اگرچہ وہ سلامت کیوں نہ رہا ہو۔ اس موقع پر اکثر علمائے ظاہربین کہتے
ہیں کہ قحط اور بلیات سے بھاگنا شریعت نبوی میں بے شک جائز ہے۔

جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین
یعنی بھاگنا ایسی بلا سے کہ جس سے کوئی چارہ نہ ہو طریقہ انبیا سے ہے
لہذا طاعون اور وبا سے بھاگنا کہ جس سے زیادہ تر سخت اور کوئی بلا نہیں ہے
شریعت میں کیوں ممنوع ہے جواب اس کا یہ ہے کہ طاعون اور وبا ایک
قسم کے آثار بلیات ہیں جو ارواح خبیثہ جنیاں سے سرزد ہوتی ہیں کہ دفعتہً
واسطے ایذا رسانی اہل عالم کے مسلط ہوئی ہیں پس اس سے بھاگنا اور فرار کرنا
دلیل ڈرنے اور عدم مقابلہ اوس کے کی ہے ونیز حدیث قدسی اس معنی پر
دال ہے کہ جناب سرور کائنات نے ارشاد فرمایا ہے فانہا رجز اعدائکم
من الجن دوم یہ کہ ایسی حالت میں جبکہ لوگ وبا اور طاعون میں مبتلا
ہو گئے خصوصاً اعزہ و دیگر سکنائے شہر یا مقام تو اگر حکم فرار ہوتا تو صحیح اور
اچھے بھلے آدمی اپنی جان شیریں کے خوف سے بھاگ جاتے اور بیمار
بے موت مرجاتے اور سخت مصیبت اوٹھاتے پس ایسے وقت میں بیماروں
کی خدمت گزاری کرنا اور دلشکنی نہ کرنی جن کو فرار کی مطلق طاقت نہیں
ہے حکم جہاد کا رکھتا ہے اور اس بلا پر صبر کرنیوالے کو وہ اجر و ثواب ہوتا ہے
کہ جو ثواب کہ صف جہاد پر صابر کو ہوتا ہے بخلاف دیگر بلیات کے جیسے قحط اور
خوف دشمن وغیرہ کے کہ اوس سے بھاگنا کوئی گناہ نہیں ہے ونیز ایک
دوسری حدیث میں وارد ہے کہ الفرار من الطاعون کالفرار
عن الزحف یعنی طاعون سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنا ؛
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب احادیث کو اس بنا پر فرمایا ہے

کہ جہاں طاعون میں اموات ہونے لگے تو اون کے ورثا اپنے اپنے موتے کو
چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے اور لاشوں کو بےگور وکفن چھوڑ جانے لگے یہ فعل
آپ کو ناگوار گزرا اور آپ نے حدیث مذکورہ ارشاد فرمائی یہ ارشاد و ہدایت بنیاد
محض ایک خاص ضرورت پر مبنی تھا و نیز دیگر احادیث سے فرار کرنا اور ایسی
مخدوش آفت سے بچنا ابتدائے انتشار ہوائے طاعون میں ثابت ہو چکا ہے
چنانچہ کتاب کنز العمال من تالیف علاء الدین ابن حسام الدین الشہیر
بعلا علی متقی جو متقدمین فخام اور محدثین عظام سے ہیں اپنی کتاب مذکورہ
بالا میں بمقام فرار عن الطاعون یہ حدیث لکھتے ہیں عن[1] طارق بن
شہاب قال کنا عند ابی موسی فقال لنا ذات یوم لا یضرکم
ان تخففوا عنی فان ھذا الداء قد اصاب فی اھلی یعنی الطاعون
فمن شاء ان یعبرہ فلیفعل و احذروا الاثنتین لا یقولن
قائل ان ھو جلس فعفو فی الخارج لو کنت خرجت لعفوت
کما عوفی فلان ولا یقولن الخارج ان عوفی واصیب الذی
جلس لو کنت جلست اصبت کما اصیب فلان وانی ساحدثکم

[1] طارق سے ابن شہاب نے روایت کی ہے کہ کہا اوس نے ہم ابی موسی کے نزدیک موجود تھے۔ پس کہا ہم سے ایک روز اونہوں نے یعنی ابی موسی نے کہ نہیں مضر ہوتا ہے تم کو یہ کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔ بتحقیق کہ یہ بیماری (طاعون) میرے گھر والوں تک پہونچ چکی ہے پس جو کوئی عبور کرنا چاہے اِس جگہ سے تو وہ یہاں سے نکل جائے اور پرہیز کرو دو باتوں سے اسمیں سے ایک بات یہ ہے کہ نہ کہے کوئی کہنے والا کہ اگر وہ قیام پذیر رہتا پس نیچ جاتا نکلنے والا پس اگر میں نکل جاتا تو میں بھی طاعون سے محفوظ رہتا جیسا فلاں شخص بچ گیا نہ کہے کہنے والا یہ کہ اگر میں گھر میں بیٹھا رہتا تو میں بھی مبتلا ہو جاتا۔ جیسا کہ فلاں شخص مبتلا ہو گیا۔ اور بتحقیق میں کہتا ہوں تم سے وہ بات

بما ينبغي للناس من خروج هذا الطاعون عن امير المومنين
كتب الى ابى عبيدة الجراح حيث سمع بالطاعون الذي اخذ
الناس بالشام انى بدت لى حاجة اليك فلا غنائى عنك فيها
فان اتاك كتابي ليلا فانى اعزم عليك ان تصبح حتى تركب الي و
ان اتاك نهارا فانى اعزم عليك ان تمسي حتى تركب الي فقال
ابو عبيدة قد علمت حاجة امير المومنين التي عرضت
وانه يريد ان يستبقي من ليس بباق فكتب اليه انى في جند
من المسلمين لن ارغب بنفسي عنهم وانى قد علمت حاجتك
التي عرضت لك وانك تستبقي من ليس بباقٍ فاذا اتاك كتابي
هذا فحللني من عزمك وايذن في الجلوس فلما قرء عمر كتابه
فاضت عيناه وبكى فقال له من عنده يا امير المومنين مات
ابو عبيدة قال لا وكان قد فكتب اليه عمر ان الاردن ارض
وبيت عمقه وان الجابية ارض نزهة فاظهر بالمهاجرين

جو چاہئے آدمیوں کو نکلنے کے وقت اسی طاعون سے تحقیق کہ امیر المومنین عمر رضہ نے ابو عبیدہ جراح کو لکھا
جبکہ سنا اونہوں نے اوس طاعون کو جس نے لوگوں کا شام میں محاصرہ کر لیا تھا بتحقیق کہ مجھے پیش ہوئی
حاجت تمہاری طرف اور اوس حاجت میں تم سے بے پروائی حاصل نہ تھی پس اگر بوقت شب میرا خط پہونچے
پس میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ تم صبح نہ کرنا بغیر اس کے کہ تم سوار ہو میری طرف اور اگر یہ خط دن کو پہونچے تو تم شام نہ کرنا
تاآنکہ تم سوار میری جانب ہو ابو عبیدہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں حاجت امیر المومنین حضرت عمر رضہ کی جو اونکو پیش
ہوئی ہے اور چاہتے ہیں باقی رکھنا اوس شخص کا جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔ پس اونہوں نے (ابو عبیدہ)
جواباً لکھا کہ میں مسلمانوں کے ایسی لشکر میں ہوں کہ میں اپنے نفس کو اون کی جانب ہرگز راغب نہ کرونگا اور تحقیق کہ میں
تیری اوس ضرورت کو جانتا ہوں جو تجھے پیش ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم باقی رکھنا چاہتے ہو اوسکو جو باقی رہنے والا
نہیں ہے پس جس وقت کہ یہ میرا خط تم کو پہونچے تو تم مجھے اپنی قسم (سوگند) سے حلت میں کرو اور مجھے اجازت قیام
کی دو پس حضرت عمر نے میرا خط پڑھا پس اونکی دونوں آنکھوں سے پیہم آنسو جاری ہوئے بلکہ رونے لگے جو لوگ کہ اونکے
قریب تھے وہ بھی بولے کہ اے امیر المومنین ابو عبیدہ مر گئے کہا نہیں فات پائی مگر ہاں قریب ہے کہ وفات پا جینگے پس حضرت عمر نے ابو عبیدہ کو لکھا
کہ اردن کی اراضی دبابیہ اور پست ہے اور اراضی جابیہ تروتازہ و شاداب ہے پس مہاجرین کو

الیها قال ابو عبیدة حین قرء الکتاب اما هذا فنسمع فیه امیر المومنین و نطیعه فامرنی ان ارکب و ابوی الناس منازلهم فطعنت امراتی فجیئت ابا عبیدة فانطلق ابو عبیدة الناس منازلهم فطعن فتوفی وان کشف الطاعون قال ابو الموجة زعموا ان ابا عبیدة کان فی ستة وثلثین الفا من الجند فماتوا فلم یبق الا ستة آلاف رجل پس ہیں صرف اسی حدیث پر اکتفا کرکے اقوال اطبا پر اس بحث کو ختم کرونگا چنانچہ فاضل قرشی نے موجز میں ایک مقام پر یہ عبارت لکھی ہے ربما ینفع الانتقال من الهواء الی الهواء الاخر و من المسکن الی مسکن الاخر یعنی بسا اوقات نفع کرتا ہے انتقال کرنا ایک ہوا سے دوسری ہوا کی طرف اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب ہوائے مقام یا موضع یا مسکن فاسد ہو تو بعض وقتوں اور بعض مقاموں میں جہاں کی ہوا خراب اور فاسد نہ ہو بلکہ نہایت صاف اور اچھی ہوا اختیار کرنا

طرف اراضی جابیہ کے رغبت دلاؤ ابو عبیدہ نے جب خط پڑھا تو کہا لیکن یہ امر پس ہم حکم امیر المومنین حضرت عمر کو سنینگے اور اطاعت کرینگے راوی کہتا ہے پس ابو عبیدہ نے مجھکو حکم دیا کہ میں سوار ہوں اور آدمیوں کو اون مقامات میں یعنی جابیہ میں جگہ مقرر کروں اس درمیان میں میری زوجہ مرض طاعون میں مبتلا ہوئی پس میں ابو عبیدہ کے پاس اس بات کی خبر دینے کو آیا پھر ابو عبیدہ خود آدمیوں کے مقامات مقرر کرنیکے لئے روانہ ہوئے پس اس اثنا میں طاعون میں مبتلا ہو کر وفات پاگئے۔ اگرچہ طاعون کا ہونا ظاہر ہو گیا ابو الموجہ کہتا ہے کہ لوگوں کا گمان ایسا ہے کہ لشکر میں ابو عبیدہ جراح کے چھتیس ہزار آدمی تھا پس وہ لوگ یعنی اکثر آدمی بڑے حصہ لشکر کے مرے۔ اور اون اسباب لشکر میں سے میں سے سوائے چھ ہزار آدمیوں کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ حدیث ہذا کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور ابو سفیان نے اپنی صحیح میں اسکو طارق سے روایت کیا ہے ۱۲ منقول من سر المخزون)

باعث تفریح اور ازالۂ مرض ہوگی چنانچہ قانون میں شیخ الرئیس نے کہا ہے[۵] الهواء
الجيد فى الجوهر هو الهواء الذى ليس يخالطه من الابخرة
والادخنة شيئ غريب وهو مكشوف للسماء غير محقون بين
الجدران والسقوف اللهم الا فى حال ما يصيب الهواء
فساد عام فيكون المكشوف اقبل له من المغموم والمحجوب
او فى غير ذلك فان المكشوف افضل انتهى كلامه اس قول سے
بھی ثابت ہوا کہ جو ہوا صاف میدانوں اور اونچے مقاموں کی جس کو کوئی علاقہ
آبادی سے نہو گا صاف ہو گی۔ اسیواسطے صاحبان انگریز اور اعلےٰ حکام اپنے
اپنے بنگلے اور مکانات آبادی سے دور میدانوں اور قرب صحرا کے تعمیر کراتے ہیں
تاکہ صاف ستھری ہوا اون کے ابدان کو تفریح اور دل کو تازگی بخشنے اور اگر
کوئی اس بات کا قایل ہو کہ آبادی اور مکانات میں کم ہوا آتی ہے اور میدانوں
اور جنگلوں میں زائد ہوا کرتی ہے اور جبکہ ہوا میں فساد ہے تو جہاں کم ہوا ہے
وہاں فساد کم ہوگا اور جہاں زائد ہوا ہے وہاں زیادہ فساد ہوگا تو بھی میرے
نزدیک خلاف ہے کیونکہ جب ہوا اپنے مرکز سے جدا ہو کر اہل عالم پر ظاہر ہوتی
ہے تو آبادی اور غیر آبادی یعنی میدانوں اور جنگلوں وغیرہ میں ایک ہی وزن

---

[۵] یعنے ہوائے جید فی الجوہر وہ ہوا ہے کہ جسمیں از قسم بخارات اور دخانات کے کوئی شئے نادر نہ ملی ہو
اور یہ ہوا وہ ہے کہ جو آسمان بلا کسی دیوار اور چھتوں کے تھپیڑوں کے کھل کر وارد ہو مگر اسی حالت
میں کہ جب ہوائے مذکور میں کوئی عام فساد پہونچ جائے تو لامحالہ شئے مخفی اور پوشیدہ بخارات ردیہ
قبول کریگی یا بصورت غیر اسکے کے ہوائے مکشوف جسکی تعریف گذری بہتر ہے ۱۲ منہ۔

اور مقدار کی ہوا محسوس ہوتی ہے کہیں کم اور کہیں زائد نہیں ہوتی۔ یہ جو دیکھا
جاتا ہے کہ مکانوں میں کم ہوا آتی ہے اور میدانوں میں زائد محسوس ہوتی ہے
اوسکی وجہ یہ ہے کہ مکانوں اور آبادیوں میں دیواریں اور اشجار اور بہت
سی چیزیں حاجب اور حائل ہوتی ہیں کہ وہ ہوا کو روکتی ہیں اور میدانوں اور
جنگلوں وغیرہ یا اونچے مقامات یا ٹیلوں پر کوئی شئے حاجب نہیں ہوتی اسلئے
بہ نسبت آبادی کے جنگل اور میدانوں کی ہوا زیادہ محسوس ہوتی ہے اسیواسطے
گرمی کے زمانہ میں جب اہل مکان گرمی سے پریشان ہوتے ہیں تو کھلے ہوئے
میدان میں جو اون کے گھر ہی کے قریب کیوں نہ ہو یا کوٹھے وغیرہ پر قیام
کرتے ہیں اور وہاں حجاب کم ہوتا ہے اور ہوا زیادہ محسوس اور معلوم ہوتی ہے
اور اگر ایسا ہو کہ آبادی میں ہوا کم ہو اور میدانوں اور جنگلوں میں زیادہ
ہو تو اوس وقت ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی پس ہوا تو ہر حالمیں ایک ہی
مقدار سے یکساں چلتی ہے مگر حجابات اور عوائق مانع ہوتے ہیں۔ اور
اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ مکشوف مقامات کی ہوا بہ سبب اجتماع تعفن و بدبو کے
فاسد ہو گئی اور یہ بھی تسلیم ہے کہ وہاں ہوا بھی زیادہ بہ نسبت آبادی کے
محسوس ہوتی ہے تو ایسی حالت میں خارج کی ہوا اوس تعفن فساد
کو بوجہ کثیر ہونے کے ماحی اور دور کنندۂ تعفن اور بدبو ہوگی جیسے کہ
وہ پاخانہ جو بند ہوتے ہیں وہاں زیادہ بدبو ہوتی ہے اور جو پاخانے کھلے
ہوتے ہیں اور مسقوف نہیں ہوتے وہاں ایسی زیادہ تعفن اور
بدبو نہیں ہوتی اور دماغ کو زیادہ تر خراب نہیں کرتی علاوہ اس کے

تجربہ بھی شاہد ہے کہ جو لوگ آبادی میں قیام پذیر رہے اور وہیں ہوا کی خرابی نے طاعونی فساد پہلے سے برپا کر رکھا تھا تو جن لوگوں نے اپنے گھر کی محبت نہیں چھوڑی اور آبادیوں میں بدستور رہے اکثر وہ لقمۂ اجل اتفاقی ہوئے مگر جو لوگ وہاں سے خائف اور فرار ہو کر کسی ایسے مقام پر جہاں یہ مرض نہیں ہے چلے گئے یا میدانوں اور باغوں میں مقیم ہوئے تو وہ اصحاب محفوظ عن الطاعون رہے اور بچ گئے اور اگر کسی کو باغات اور میدانوں وغیرہ میں قیام کرنا پسند نہو یا اشیائے ضروری الحیات کی تکلیف پہونچے بلکہ وہ آبادی میں رہنے کا خوگر ہو تو اوس کو چاہئے کہ وہ ایسا موضع یا مقام بلند تلاش کرے جو مسکونہ آبادی سے اونچا ہو کیونکہ جائے بلند بھی بہ نسبت جائے نشیب کے ہوائے وبائی سے محفوظ رکھتی ہے اور اساتذہ کے رائے کے بھی خلاف نہ ہوگا کما قال محمد ذکریا[1] ینبغی ان یفر من البلاد التی یقع فیھا الطاعون فان کان فی المعسکر فیجلس منہ من موضع عالٍ فوق الریح و کذالک فی کل علۃ یکون معھا نتن وخبث اور میرے نزدیک یہ واجب ہے کہ جب یقین ہو جائے کہ کسی قصبہ یا شہر یا گاؤں کی آب و ہوا خراب ہو چلی اور دو ایک کیس (واقعہ) ہو چکے تو اوسی وقت وہاں کے سکناء کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر ایسے مقام کی سکونت اختیار کریں جہاں کی آب و ہوا صاف ہو لیکن جبکہ بالکل آب و ہوا اون کے مساکن اور مواطن کی سمّی اور خراب

[1] اور جیسا کہ محمد ذکریا نے کہا ہے کہ یہ بات پسندیدہ ہے کہ بھاگیں اوس شہر سے جہاں طاعون ہوا ہو پس اگر طاعون مذکورہ لشکر میں واقع ہو تو بہتر ہے کہ ایسے موضع پر جو اوس وبائی ہوا سے اونچی جگہ پر ہو سکونت پذیر ہوں اوسی طرح سے ہر اون امراض میں کہ ہوائے مذکورہ کیساتھ بدبو او تعفن اور ردنتہ ہو ۱۲

خراب ہو جائے تو ہرگز اپنے مقام اور گھر کو نہ چھوڑیں بلکہ بدستور اپنے اپنے گھروں میں آباد رہیں اور ہرگز کہیں جانیکا قصد نہ فرمائیں ورنہ اگر گھر سے نکل کر دوسرے مقام پر جائینگے فوراً ابتلائے وبائے طاعونی ہو جائینگے۔ دیکھو گبرورہ جو ایک کیڑہ غلیظ میں ہوتا ہے اوسکو اگر گلاب کے پھول میں بٹھا کر رکھدیں فوراً مرجائیگا یا وہ مچھلی جو دریا کی ہو اوس کو لاکر کنوئیں کے پانی میں پرورش کریں وہ فوراً مرجائیگی کیونکہ آب و ہوا اوسکی تبدیل ہو گئی +

الغرض ڈاکٹری تحقیقات اور موجودہ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جس مقام پر طاعون کا زور ہو وہاں سے ایسے غیر مقام پر جہاں جائے بلندا اور اس علت سے پاک وصاف ہو چلا جائے عام اس سے کہ وہ آبادی ہو یا باغات یا میدان وغیرہ کیونکہ آبادی سے ہٹکر ہوائے غیر مفسدہ میں سکونت اختیار کرنا مفید ثابت ہوا ہے اور لوگ طاعون سے بچ گئے ہیں اور اگر یہ مان لیا جائے کہ گو یہ امر یعنی فرار عن الطاعون کسی حد تک خلاف شرع بھی ہے لیکن اگر اصول پر نظر ڈالی جائے تو بخیال حفظ جان جسکو ہلاکت میں نہ ڈالنا فرض ہے نامناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اوس حکم سے شارع علیہ السلام کی یہ غرض ظاہر ہوتی ہے کہ دیگر مقامات کی بھری پُری آبادی بوجہ نقل و حرکت مرضا کے اس بلائے بے درمان میں مبتلا نہ ہو اور یہ امراض متعدیہ و ساریہ اوس مقام میں جہاں سے اون کی اشاعت ہو محدود رہکر فنا ہو جائیں اور خلق اللہ اوسکی مضرت سے محفوظ رہے۔ اور اگر بلحاظ اس اصول کے نقل و حرکت کی جائے تو چونکہ الاعمال بالنیات سزا و جزا ہے اور یہاں کا ملاحظہ کرنیوالا حکیم مطلق ہے۔ میری رائے میں نہ تو کوئی ممانعت شرع شریف

اسمیں ہے اور نہ کسی قسم کی قباحت ہے۔ البتہ دوسرے مقام پر مبتلائے مرض ہوکر نجانا چاہئیے یہ نقل وحرکت اس خیال سے نہیں ہے کہ یقینی جو جان جانیوالی ہے وہ بچ ہی جائیگی کیونکہ جان تو حکیم علی الاطلاق کے قبضۂ قدرت میں ہے صرف اسباب وتدابیر کی پابندی بغرض حفاظت جان ہوا کرتی ہے۔ اور خدا پر بھروسہ کیا جاتا ہے دیکھو بارہ بنکی وکانپور وغیرہ میں جبکہ مرض ہذا کی شدت اور کثرت تھی وہاں کے باشندے شہر چھوڑ چھوڑکر اطراف واکناف میں منتشر ہوگئے اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اموات کم ہوئے۔ اموات کی تعداد ٹھیک ٹھیک سرکاری رپورٹوں سے معلوم ہوتی ہے جو بوسیلۂ اخبار ہم تک پہنچتے ہیں۔ ظاہراً علامت طاعون گھر میں چوہوں کی موت ہے۔ اسکو خدا کی طرف سے اطلاع اور نوٹس سمجھ لینا چاہئیے جو اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ یہاں سے بھاگو اور یہ گھر چھوڑو۔ مرض مذکور کی دوا کرنی ممنوع نہیں ہے۔ لہذا اس مرض کی اعلیٰ دوا اس سے بہتر اور کوئی ابتک تجربہ میں نہیں کہ فوراً طاعونی مقام چھوڑ دیا جائے پس دوا اگرچند روز کے لئے ایسا کیا جائے تو کوئی عرفاً وشرعاً حرج نہیں ہے ؞

پانی کا استعمال

ہر وبائی فصل میں پانی کا بھی لحاظ مرعی رکھنا چاہئیے۔ سب سے عمدہ پانی تو اوس دریا کا ہے جسمیں سوتہ ہو اور پیہم جاری اور رواں رہے چاہئیے کہ

کہ اوسکو سرد کرکے استعمال میں لاویں - اور اگر اس پانی کو کاربونک آف فلٹر میں
صاف کرلیا کریں تو بہتر ہے اور اگر یہ آلہ موجود نہیں ہے تو اِس ترکیب سے صاف
کریں کہ ایک گھڑے میں کوئلے خوب صاف کرکے دو یا تین سیر کی انداز سے دہوکر
بھریں اور اوس کے پیندے میں بقدر ایک فیتہ کے سوراخ کرکے فیتہ
لگائیں اور اوس گھڑے کے تلے ایک گھڑے میں تین یا چار سیر بالو خوب
دہوئی اور صاف شدہ دیدیں اور اوس کے بھی پیندے میں بدستور
فیتہ لگائیں - اور اوس کے نیچے دوسرا گھڑا رکھدیں اور اوپر کے گھڑے میں پانی
بھردیں وہ پانی مقطر ہوکر نیچے کے گھڑے میں گریگا - دو روز تک آب مقطر کو
پھینک دیا کریں تیسرے دن سے جو آب کہ مقطر ہوا کرے اوس کو اپنے استعمال
میں لاویں سو دوسرے اگر پانی کا انتظام حسب تدبیر بالا ناممکن ہو تو چاہئے کہ معمولی
پانی کو جوش دے لیا کریں - اور جب پانی چہارم حصہ جل جاوے تو صاف کرکے
مٹی کے گھڑے میں بھرلیں اور سرد کرکے جس قدر بخواہش ہو پی لیا کریں
کیونکہ تھوڑا تھوڑا پانی پینا حرارت اندرونی کو ہیجان میں لاتا ہے اور اگر پانی
میں بزمانہ فساد ہوا تھوڑا سا سرکہ مگر اس قدر کہ ذائقہ پانی کا نہ بدلنے پاوے
ملا لیا کریں تو زیادہ تر حافظ صحت ہے اور اگر یہ طریقہ پانی کا نامطبوع خاطر ہے
تو چاہئے کہ شورہ میں پانی کو ٹھنڈا کرکے پیا کریں اور اگر کوئی امر مانع ہو تو
اسی معمولی برف (رحمہ) میں ٹھنڈا کر لیا کریں مگر جرم برف معمولی شاید بہتر
نہ ہوگا کیونکہ اس معمولی اور ساختہ برف کا یہ خاصہ ہے کہ جہاں اس کا جرم پانی
میں ڈالکر پیا گیا اوس بعد پینے کے تہوڑی دیر بعد پیاس کا غلبہ ہوتا ہے بخلاف

آسمانی برف ثلج) کہ وہ بیشک مسکن عطش ہے چنانچہ صاحب شفاء الاسقام لکھتے ہیں و شرب الماء البارد والمبرد بالثلج والجمد وشرب الماء عبا خیر من شربته قلیلا قلیلا یعنی پیا جاوے سرد پانی جو آسمانی اور معمولی برف سے ٹھنڈا کیا ہو اور پینا پانی کا حسب خواہش بہتر ہے تھوڑا تھوڑا پینے سے - اور اگر کسی کو مقدرت ہے تو پانی کو مثل عرق کے کشید کریں اور اوس کا استعمال کریں کہ یہ بہتر طریقہ ہے ٭

اور آب باراں بھی ہر عیوب سے پاک ہے بشرطیکہ کوئی محتاط آدمی اوسکو رکھ چھوڑے اور عندالوقت کام میں لاوے طریقہ نزول باراں کا جیسا کہ کتب حکمیہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ جب کرہ آفتاب اپنی ذاتی حرکت سے اون ممالک اور بلاد میں پہنچتا ہے جو سمت الراس سے قریب ہیں تو بہ سبب اس کے کہ جرم آفتاب میں مادہ حرارت اور یبوست موجود ہے بنا٫ علیہ اون بلاد اور ممالک پر گرمی اور خشکی کی زیادتی ہوتی ہے اور اِس خاص سبب سے اجزائے اراضی مذکور میں ایک قسم کا تخلخل پیدا ہو جاتا ہے جس سے بگولے اور غبارات اوٹھتے ہیں - اور اگر اوس اراضی ممالک کے قریب کوئی حصہ سمندر کا آگیا ہے یا چھوٹے چھوٹے اکثر دریا واقع ہوئے ہیں تو اون سے بخارات پیدا ہو جاتے ہیں اور آبادی ممالک میں جو دخانات وغیرہ ہوتے ہیں بہ سبب تینوں چیزیں یعنے غبارات و دخانات و بخارات مابین زمین و آسمان جمع ہو کر موسم سرما میں سبب سخت گرمی کے ہوتے ہیں - مگر بخارات رطب کمتر ہوتے ہیں ہاں غبارات کا غلبہ رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آندھی سخت اوٹھتی ہے پھر

جیوں جیوں آفتاب نقطہ انقلاب صیفی کے قریب ہوتا جاتا ہے تُوں تُوں روز بروز سمت الراس سے دور ہوتا جاتا ہے۔ پھر اون سب غبارات اور دخانات سے ایک قسم کا مادہ رطوبت کا پیدا ہوجاتا ہے اور وہ حرارت جو سابقاً مابین زمین وآسمان کے موجود تھی سبب ترقیق اور تلطیف کی ہوکر اون ولایات گرم میں جو دریائے شور کے قریب یا جہاں بہت سے چھوٹے چھوٹے دریا ہیں برسات کے موسم کے باعث ہوتے ہیں۔ پس ارواح مدبرہ یعنے ملائکہ ابر کو حکم ہوتا ہے کہ وہ ان ہر سہ اجزائے مذکورہ کرہ زمہریر میں پہونچا کر نفخ دیں تا بعد نفخ کے انصباب پانی کا زمین پر ہو اور پھر برسنا شروع ہوجاتا ہے چونکہ طبقۂ زمہریر کی سردی اوس ابر پر جو برسنے والا ہوتا ہے غالب ہوکر اجزائے بخاری دخانی اور غباری پر مؤثر ہوتی ہے اور اصول حکمیہ میں یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ سردی اور گرمی باہم متضاد ہیں تو ان کے محل اور مکانات بھی باہم ضد رکھتے ہیں لہذا سردی کے موسم میں باطن زمین بنسبت ظاہر کے گرم ہوجاتا ہے۔ اور اوسی طرح پر موسم گرما میں باطن زمین سرد ہوجاتا ہے بہ نسبت ظاہر کے یہی وجہ ہے کہ جاڑوں میں کنووں کا پانی گرم اور موسم گرما میں سرد ہوتا ہے ؀

آجکل اس امر میں بھی مابین اطبا بڑا اختلاف ہو رہا ہے کہ آیا نل کا پانی متصف باوصاف ماء قابل الاستعمال ہے یا نہیں اور اس کا استعمال اولے ہے یا ترک۔ واضح ہو کہ عمدہ پانی کی یہ تعریف ہے کہ ذائقہ میں شیریں بامزہ۔ خفیف الوزن۔ ہاضم۔ مستغنی العطش۔ صاف غیر مکدر۔ معدوم اللون

معدوم الذائقہ۔ معدوم الرائحہ۔ یہ کل اوصاف جبکہ نل کے پائے جاتے ہیں تو یہ
کیسے متصف بما، قابل الاستعمال نہیں ہے۔ نل کا پانی صاف شدہ پانی ہوتا
ہے کیونکہ جہاں کوئی دریا ہوتا ہے وہاں اس کا کارخانہ اسٹور ہوتا ہے
جس میں پانی کی کل ہوتی ہے۔ یہ پانی بذریعہ کل کے مضبوط ظروف اور پرزوں
میں کامل طبخ پاتا ہے اس جوش کثیر کے کرنے میں جو اجسام صغیرہ اور سمی
ہوتے ہیں وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اور پھر چھن کر محض ٹھنڈے ہونے کی
غرض سے پاؤ کے حوضوں میں جمع ہوتا ہے۔ پھر بعد اس کے اپنے اپنے
نلوں میں تقسیم ہو کر جا بجا پہنچ جاتا ہے۔ یہ نل خالص لوہے کے بنے ہوئے ہیں
اور قبل از تقسیم لوہے کے ظروف اور پرزوں میں جوش ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تاثیر لوہے
کی ضرور آب مذکور میں آجاتی ہے اور اطبّا نے لوہے کو مقوی معدہ مان لیا ہے
تو اس اعتبار سے آب نل بھی مقوّی معدہ ہوا۔ اور اگر کوئی کہے کہ یہ آب محقن
اور ساکن ہے۔ لہذا ماء راکد غیر جاری کی تعریف میں ہے کیونکہ اس پانی میں
بوجہ جمع رہنے کے عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس لئے یہ پانی مفسد مزاج صحیح ہے
ہم کہینگے کہ اول تو یہ آب آبِ محقن نہیں بلکہ آبِ جاری ہے دوبارہ اس کا
جریان ہوا اگرچہ بالعرض کیوں نہو ہاں اگر کسی کنوئیں یا تالاب یا حوض
سے اس کا مجرا ہوتا تو آبِ احتقان اور راکد کے حکم میں ہوا۔ اور اگر ہم فرض بھی
کر لیں کہ یہ صورت آبِ محقن اور ساکن میں داخل ہے تو جس قدر عرق وغیرہ
کشید ہو کر اون بوتلوں اور شیشوں میں برسوں بند رہتے ہیں کہ جن میں
خارج کی ہوا کا گزر رہونا اون کے کسے ہوئے کاگون اور ڈاٹوں کیوجہ سے

ناممکن ہے تو چاہیے تھا کہ وہ مُتعفّن ہو کر موجب فساد ہوں۔ لیکن کبھی ایسا
تجربہ میں نہیں آیا کہ عرق ادویہ بوجہ اختقان مسند کے اپنا ذاتی فعل مزاج
میں نہ پیدا کرسے اور بخلاف اوس کے نقصان ہو۔ دوسرا اعتراض یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ بوجۂ عدم وقوع شعاع خورشید آب نل حکم میں ما محجوب کے ہے۔ میرے
نزدیک یہ بھی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول دریا سے پانی نکل کر کلوں
میں لوہے کی آتا ہے۔ پھر جوش ہو کر خزائن اور ذخائر میں جمع ہوتا ہے اور یہ
خزائن بالکل مکشوف ہیں جنپر شعاع آفتاب ہر وقت پڑتی رہتی ہے۔ اور جب
ضرورت بہت تھوڑے زمانہ میں یہ پانی اپنے خزائن سے نکل کر نلوں میں
تقسیم ہو جاتا ہے۔ لہذا اختقان نل کا زمانہ بہت تھوڑا گزرا۔ اور اگر میرا
جواب غلط ہے تو چاہیے ہے کہ جو پانی رات رات بھر گھڑوں میں اور ہفتہ ہفتہ
بھر ملکوں میں رہا کرتا ہے اور اوس پر بالکل حرارت شعاع آفتاب نہیں
پڑتی وہ حکم میں ما محجوب کے ہو جاتے حال آنکہ اس کا اب تک تجربہ نہیں ہوا
ہاں اس نل کے پانی میں یہ اثر تو ضرور تجربہ میں آیا کہ اس کا کثرت سے استعمال
نزلہ اور زکام پیدا کیا کرتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ صاف طور سے ظاہر ہے کہ خزائن
کا پانی سب کا سب تو نلوں میں منقسم نہیں ہو جاتا۔ کچھ نہ کچھ بقدر اپنی
وسعت کے باقی رہجایا کرتا ہے۔ پھر جب تازہ پانی اور اوس میں شریک ہوا
تو کسی قدر مرطوب ہو چلا۔ اور جبکہ روزمرہ اس پانی کی یہی عادت ٹھہر گئی
تو تازہ باسی پانی ملکر بدرجۂ اتم مرطوب ہو گیا پس ضرور کیفیت نزلادی اوس سے
پیدا ہوگی۔ مگر جب لوگ آپ مرطوب کے عادی ہو جاتے ہیں پھر اون کے مزاج

میں یہ کیفیت نہیں پیدا ہوتی جس طرح سے مرطوب ممالک اور مقام کے مواکن ومواطن کے امزجہ یکساں رہتے ہیں اسی طرح سے اس کے بھی باشندے خوگر ہوجایا کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ محدث وبائے طاعون آبِ نل ہے تو ہم کہینگے کہ لکھنو فیض آباد وغیرہ میں نل ہے وہاں طاعون کا سبب نل ہوا۔ مگر بارہ بنکی اوناؤ۔ پرتاب گڈھ۔ گونڈہ اور اکثر دیگر بلاد و مواضع جہاں کے باشندوں نے نام بھی نل کا نہ سنا ہوگا وہ کیوں نذر اموات وبائے طاعون ہوئے علاوہ اس کے ہزار ہا بار دنیا میں وبا طاعون وغیرہ کا شان ورود ہوا جس زمانہ میں نل اور پمپ کا کوئی وجود بھی نہ تھا جیسا کہ تاریخ میں پر واضح ہے پس اگر یہ نل سبب وبائے طاعون ٹھہرایا جائے تو میرے نزدیک یہ قیاس مع الفارق ہے۔ لہذا میرے رائے میں آبِ نل مضر صحت نہیں بلکہ ہم پر ایک قسم کا احسان گورنمنٹ نے کیا کہ جا بجا شہروں میں نل کی وجہ سے آسانی سے پانی ملنے لگا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ جو فضائل کاملہ پانی کے ہم نے بیان کئے ہیں وہ سب کے سب نل کے پانی میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ بعد معائنہ ان وجوہ بالا کے جو درباب آبِ نل گزر چکے کوئی منصف طبیب اور ذی ہوش آدمی میری رائے سے اختلاف نہ کریگا +

اقوال اطبائے حذاق درباب علاج طاعون

شیخ الرئیس قانون میں بیان کرتے ہیں کہ صاحب طاعون کی فصد کرنی واجب ہے

پھر تقویت دل کی جانب متوجہ ہوں مگر تفریح اور تقویت قلب اوس چیز سے کرنی چاہئے کہ جسمیں تبرید اور رطوبت ہو۔ جیسے ترشی ترنج اور لیموں کی۔ اور رُب سیب اور یہی یا استعمال کرنا کھٹے انار کا اور سونگھنا گل سرخ کا فور اور صندل کا مسور میں سرکہ ڈالکر اور مصوص ترش (مرغ بریاں کیا ہوا جس میں کرفس سداب۔ زیرہ۔ سرکہ میں پروردہ کرکے ملائیں) جو گوشت تیتر بٹیر و حلوان سے مرتب کیا ہوا ہو غذا دیں اور لازم ہے کہ مریض کا بچھونا برگ بیدسادہ و بنفشہ گل سرخ نیلوفر اور جو اوس کے ہم مثل ہو کریں۔ اور بچھونے کے قُرب برف رکھیں۔ اور دل پر سرد قوی اجزا جیسا کہ خفقان حار میں ذکر ہوا اطلاء استعمال کراویں۔ المختصر جو کچھ ہوائے فصل وبائی میں تدبیر کرنی چاہئے مرض طاعون میں بھی کرنا لازم ہے۔ مگر بالتخصیص طاعون میں یا جو سمی امراض مرض مذکورہ کے بالکلیہ مشابہ ہوں بہرحال ابتدائے جن اجزا میں قبض اور برودت پائی جائے اون اجزا سے معالجہ کرنا چاہئے اور اسفنج کو پانی اور سرکہ میں باضافہ روغن گل یا روغن سیب یا روغن مصطگی یا روغن مورد کے سینہ پر رکھنا بہت نافع ہے پس چاہئے کہ حجامت مع الشرط (پچھنے بھرے ہوئے) کریں۔ اگر کوئی امر مانع نہو اور بعد فراغت پانے حجامت کے خون کا سیلان نہ بند کریں کہ مبادا وہ منجمد ہو جاوے اور سمیت پیدا کرے اور اگر شاخیں لگائیں تو خوب چوسیں تاکہ زخم ہو جاوے۔ اور اس کے اچھے ہونے کی زیادہ کوشش نہ کریں۔ اور اگر تپ بھی اس کے ہمراہ ہو تو ادویہ مبردہ کے پلانے میں جلدی نہ کریں تا مادہ واپس نہ آجائے اور آب بابونہ و شبت وغیرہ اور دیگر مفتحات لطیفہ سے جسکا

بحث خناج میں مذکور ہوا انطول کریں۔ اور یہ ضماد قوماطا اور لوپس کو جو ہم شل طاعون سے فائدہ مند ہے۔ پرسیاوشاں۔ لبلاب (عشق پیچہ) سرمق (بتھوا) بیخ خطمی ساتھ تھوڑے اشق (ایک درخت کے گوند کا نام ہے) اور شہد کے شراب میں پیسکر لگاویں یا دبق اور اُشانج باہم پیسکر ضماد کریں یا چرک خانہ زنبور تُرس سرکہ میں ترکر کے لگاویں۔ یا قثاء الحمار علک البطم کے ساتھ یا نطرون باضافہ انجیر وخمیر کے ضماد کریں +

ابن الیاس کہتے ہیں کہ اس مرض میں ہرگز فصد نہ کریں۔ جیسا کہ ملسوع (جسکو کسی سمی جانور نے کاٹا ہو) کی فصد نہیں کھولتے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے کہ کہیں سمی مادہ کُل اقطار بدن میں منتشر نہو جائے۔ بلکہ اس کا عمدہ اور قریب بصواب علاج یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو دل کی تقویت کا خیال مدنظر رکھیں۔ اور کیفیت سمیہ کو دل کی طرف نہ پہنچنے دیں۔ اور صبح کو شربت ورد یا شربتِ حماض یا شربت ترنج یا شربت نارنج یا لیموں یا بہی یا سیب یا انار تُرش جو کچھ کہ موجود ہو دس درم گلاب اور عرق بید مشک وعرق گاؤزباں ہر ایک انمیں سے بھی دس درم ہوں ملاکر نوش کیا کریں۔ اور نیچے اوس پنکھے کے جو گلاب تند سے مرتب ہو مریض کو بٹھاکر جھلیں۔ اور موٹا کپڑا مریض کو پہناویں تاکہ سرد ہوا اوس کے بدن میں نہ پہنچے اور جلد کو کثیف نہ کرے اور مادہ کی ترقی نہ ہو اور ہوائے سرد سے دل کو تفریح بخشیں تا دل کو گرمی نہ پہنچے اور عناب کو مسور میں ڈالکر باضافہ سرکہ پکاکر کھلاویں۔ اور مریض کے گرد برف عصی الراعی اور حی العالم رکھیں۔ سینہ پر صندل سرخ وسفید۔ گل سرخ۔ کافور اور مانند

اس کے طلا کریں۔ اور یہ عمدہ بات نہیں ہے کہ موضع متورم پر ٹھنڈے طلا کا استعمال کریں بلکہ لازم ہے کہ تا امکان پچھنے بھرے ہوئے موضع طاعون پر لگاویں اور موضع مشروط کو گرم پانی سے دھوئیں ÷

جرجانی کہتا ہے کہ محل طاعون پر کوئی ضماد و طلائے سرد ایسا نکادیں جو رادع رد ہ مادہ جو اپنی جگہ پر واپس (الٹے) ہو۔ اور فصد کھولنا بھی مناسب نہیں مگر جبکہ اخلاط ردیہ سے بدن ممتلی ہو جائے۔ اور موضع علیل پر بھرے ہوئے پچھنے لگانا اور آہستہ آہستہ چوس کر خون نکالنا اور گرم پانی سے دھونا قریب بہ صواب ہے اور جبکہ خفقان قوی ہو تو جوشاندہ بادیہ او رشربت سے نطول کرنا مناسب ہے تاکہ جو مادہ دل میں ہے وہ نہ رہنے پاوے۔ اور تمامہ کھنچکر محل ورم میں آجاوے۔ پھر اوس ورم کے پکانے کی فکر کیجائے اور جب نضج کامل ہو جائے تو وہ تدابیر بحث خراج میں مذکور ہوئے ہیں اون کا برتاؤ کرے ÷

ابو منصور اپنی تصنیفات میں لکھتے ہیں کہ وبائے طاعون میں جمیع مقویات اور مبردات حرارت غریبی مثل آب انار میخوش اور سیب اور کھٹے دہی کے استعمال کرانا چاہئے۔ اور خیخانہ یا سرد مکان میں سکونت اختیار کرنا مناسب ہے اور مریض کے آس پاس تر بزہ سیب برگ انگور وغیرہ رکھیں اور سرد غذا مثل قریص (ایک قسم کی روٹی) یا جو غذائے مغلظ خون ہو کھلا دیں اور باوجود اس کے ربوب ترش اور قرص طباشیر وغیرہ جس سے تقویت معدہ مقصود ہو استعمال کراویں اور جبکہ طلائے بارد اور مکان سرد سے خفقان کی زیادتی ہو تو آب گرم سے تریرا کریں اور اوس کو گرم

رکھیں۔ بہر نوع خفقان قوت کا لحاظ مرعی رہے پھر دل کو تقویت دیں۔ پھر بعد اوس کے محل طاعون کا علاج ممکن ہے۔ جب خفقان کم ہو اور قوت بھی قوی ہو پھر دیکھیں اگر برداشت ہو سکے تو علاج آکلہ کا کریں اور روغ دیں۔ اور بعد اس کے زخم کا علاج کریں۔ اور اگر موضع مذکور سیاہ ہو جائے تو حجامت مع الشرط کریں۔ اور محمد زکریا نے کہا ہے کہ بہتر ہے کہ جس شہر میں طاعون اپنا محاصرہ کرے تو بھاگیں پس اگر شکر میں ہو تو جائے مابنا پر جہاں ہوا اوپر نکل جاوے۔ قیام اختیار کریں۔ اور اسی طور سے ہر مرض میں جہاں بوئے بد اور نجاست وخباثت ہوا ہو عمل کریں ٭

انطاکی کہتا ہے کہ جب معلوم کریں کہ سال وبائی ہے پہلے سے فصد اور حجامت مع الشرط (بہرے ہوئے پچھنے لگانا) اور تنقیہ اخلاط حادہ کا کریں۔ اور جب ہوا میں تغیر پیدا ہو چلے تو گوشت وشیرینی اور جو اشیا کہ مولد خون اور محرک ہوں ترک کر دیں۔ اور حب الآس ونیلوفر وبرگ جھاؤ وغیرہ کا فرش بنا کر اوس پر خواب کریں۔ اور گھر میں آب مسور وسرکہ وگل ارمنی کو چھڑکیں اور پیاز پودینہ نارنج اور سیب کو دروازہ مکان میں لٹکاویں۔ اور جسم میں تعلیق کریں۔ اور نوش بھی کریں۔ اور مشک لاون اور عنبر اور نطرون کی دہونی کرادیں اور جو اجزاے قلیل الغذا ہوں اور جوشش خون سے طبیعت کو باز رکھیں۔ مثل فواکہ بقولات باقلا مسور اور خرفہ وغیرہ کے۔ پس انہیں چیزوں کی غذا استعمال کراویں۔ اور روغن بنفشہ وصندل وکافور وسرکہ کی بدن پر مالش کریں۔ اور گلے میں مریض کے یاقوت اور مرجان کا لٹکانا

بہتر ہے اور کہتے ہیں کہ زمرد بھی تعلیقاً بہت مفید ثابت ہوا اور مشہور ہے
کہ درونج عقربی کا گلے میں پہننا سودمند رہے اور یہ معجون ذخائر سے لکھا
ہے جس کا ترجمہ عربی میں نہیں ہوا ہے اور یہ واسطے دفع سمیت زہر اور تغیر
ہوا اور وبا کے مجربات سے ہے۔ اس مقام پر نقل کیا جاتا ہے اور قدر شربت اسکا
تین قیراط[5] ہے۔ اور کبھی اس کو روغن بنفشہ میں حل کرکے ناک کے گرداگرد
چرب کرتے ہیں۔ اور یہ اعلے درجہ کا مفرح ہے۔ اور خفقان کو نفع اور جمیع قوے
کو تازہ اور اعضائے رئیسہ کو تقویت بخشتا ہے اور اس کی قوت دس سال تک
باقی رہتی ہے **صفتہ** بنفشہ۔ گل سرخ۔ پودینہ خشک۔ مرزنجوش ہر واحد
۱۰ مثقال گل ارمنی۔ درونج۔ صندل۔ بہمن سپید۔ کشنیز خشک کردہ مدبر
یعنی بعد تر کرنے سرکہ کے ہر واحد ۵ مثقال صبر۔ زعفران۔ گل مختوم۔
مصطگی۔ تخم ترنج مقشر۔ بسد ہر واحد ۴ مثقال کہربا۔ طباشیر۔ لادن
ہر واحد ۳ مثقال صمغ۔ عنبر ہر واحد دو مثقال یاقوت سرخ ایک مثقال
سب کو پیس ڈالیں۔ اور پاؤ بھر گلاب میں کہ اوسمیں۔ قیراط فادزہر ہو۔
(زہر مہرہ خطائی) حل کردیں بعدہٗ شربت ریباس ڈالکر معجون تیار کریں۔
اور اگر میسر نہ ہو تو شربت سیب باہی میں مخلوط کرکے معجون بنائیں اور ذخیرہ
میں لکھا ہے کہ جوشاندہ کہ صبر۔ زعفران۔ گل مختوم۔ بنفشہ۔ سنبل الطیب اور
درونج سے ترکیب دیجائے وہ مجربات سے ہے چاہئے کہ اوس کو استعمال
کریں۔ اور اسی طرح حیر زمرد کا اکلاً اور حملاً استعمال کرنا خالی از تجربہ نہیں ہے۔

---

[5] قیراط برابر دو طسوج یعنے ۴ رتی کے ہوتا ہے ۱۲ منہ

اِس زمانہ میں فصد نہ لینا چاہئے بلکہ تقویت قلب ملحوظ رہے۔ جیسے کہ فادزہر اور جو شئے کہ دافع سموم ہو۔ مثل زمرد کے تعلیقاً مفید ہے اور گرد محل طاعون کے اجزائے سرد مثل سرکہ گل ارمنی حب الآس کے ٹھنڈا رکھنا مناسب ہے۔

طبری کہتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ہر قسم طاعون کا علاج جداگانہ بیان کیا جاوے پس جملہ قسم کا علاج متعلق طاعون کے علی العموم بیان کیا جاتا ہے طبیب کو چاہیئے کہ اوس سے علاج ہر قسم کا متخرج کرلے اور بہ تبعیت رائے خود زیادتی اور کمی کرے۔ پس میں کہتا ہوں کہ جس وقت کسی شہر میں کوئی قسم امراض طاعون میں سے پائی جائے۔ پس ہر سمجھہ دار آدمی کو واجب ہے کہ اپنے نفس کی تدبیر تاحد امکان اِس قاعدے سے کرے کہ پہلے فصد باسلیق کرائیں۔ اور جہانتک ممکن ہو خون زیادہ لیں اور ذیل کے نسخے سے استفراغ تنقیہ کریں نسخہ یہ ہے ہلیلہ زرد ۲۰ درم آلو بخارا ۵ عدد تمر ہندی عناب ایک مٹھی بھر تخم کثوث تخم کاسنی کشنیز خشک۔ توت شامی خشک ہر واحد ۲ اوقیہ[۵۱] ایک کفدست برگ عنب الثعلب مٹھی بھر سب اجزاء کو دو سیر پانی میں پکاویں۔ جب آدہ سیر سے کچھ زائد پانی باقی رہجاوے پس صاف کرکے اوس میں پندرہ درم مغز فلوس خیار شنبر اور دس درم ترنجبین خوب مل کرکے بار دیگر صاف کریں اور تین طسوج[۵۲] سقمونیا تے مشوی ملاکر نیمگرم پلاویں۔ اور جمیع اغذیہ ریباسیہ و عدسیہ جو سرکہ اور کاسنی سے خوشبودار

---

[۵۱] اوقیہ قدیم کا وزن ہے جو بحساب چالیس ۴۴ ماشہ کا ہوتا ہے تولہ ۱۰ ماشہ ہوتا ہے۔ درم ۳ ماشہ کا ہوتا ہے [۵۲] طسوج

کی گئی ہو اکتفا کریں۔ اور تا ہنگام زمانۂ وبا گوشت و شراب سے پرہیز کریں۔ اور
جماع کرنا بالکل ترک کردیں۔ اور کثرت سے بنفشہ کافور اور نیلوفر سونگھا
کریں۔ بشرطیکہ فصل بھی ہو۔ ورنہ ریحان کو آب سرد میں دھوکر اور شربت ذیل جسکو
اہل مصر نے واسطے اطواعین اور فساد ہوا کے ترکیب دیا ہے استعمال میں
لاویں۔ نسخہ شربت یہ ہے۔ آب حماض آب غورہ آب ریباس سرکہ کہنہ
تند ایک رطل (۱۰ مار) کافور ایک مثقال و یک نیم دانگ افیون خالص سرد بستہ
سب اجزا آبہائے مذکور میں باندہ کر ڈالیں اور جوش دیں تا آنکہ پوٹلی کی بھی دوا
پانی میں حل ہوجاوے بلکہ پانی دو ثلث کم بھی ہوجائے۔ پس بدلے ہر رطل آب فواکہ
مذکور پر دو دو سیر رُب سیب سادہ اور ایک رطل شکر سپید اور ایک دانگ رائیگی
زعفران ڈالکر قوام شربت میں لاویں۔ اور ہمیشہ ایام ہوائے مفسدہ میں تین درم
(۱ تولہ ۱۰ ماشہ) صبح کو نوش کریں۔ ابن سار اختقان (عمل بینا) کا اشارہ زمانہ
طاعون میں کرتا ہے۔ نسخہ اختقان ماء الشعیر کو عناب اور سپستان میں پکا دیں
پھر صاف کرکے اوس میں تھوڑا سا روغن بنفشہ باضافہ سپیدی بیضہ مرغ اور
لعاب اسبغول کے باہم ملاکر عمل دیں اور اس مرض کے لئے یا کوئی قسم من اقسام
طاعون ہو یہ قرص کا نسخہ بہت مفید ہے چاہئے کہ سکنجبین کے ہمراہ اِس کا
استعمال کریں۔ نسخہ قرص یہ ہے۔ گلسرخ طباشیر تخم خرفہ تخم حماض
نشاستہ تخم کاسنی عصارۂ زرشک حضض (رسوت) صندل سپید و سرخ
گل قبرسی گل مختوم ہر واحد ایک درم و نیم مغز تخم خیار مغز تخم بادرنگ
مغز تخم خربزہ مغز تخم کدوئے شیریں ہر واحد دو درم کافور ریاحی دو دانگ

چھینکر ہر تیس درم کے حساب سے ایک درم ریوند چینی پیس کر کے ڈالیں اور سرکہ کہنہ ملاکر ایک ایک درم کے اقراص بنا دیں۔ اور ہر روز دو اوقیہ (۰ ۶ ماشہ) کیونکہ اوقیہ ۳۲ ماشہ کے قریب ہوتا ہے سکنجبین سادہ کے ساتھ کھائیں اور ادوی زمانہ میں حمام کریں اور ٹھہرے رہیں تا آنکہ بدن خوب تر ہو کر پسینہ نکلے اور پھر کپڑے سے پاک کریں اور آب غورہ کو روغن گل میں ملا کر ایکبار کل بدن میں ملیں اور دوبارہ پھر سرکہ اور روغن گل کی مالش کریں اور یہ علاج جنسیہ ہے اِس سے سب اقسام کے علاج برآمد ہو سکتے ہیں طبیب مسہل دینے سے یا وہ مُسہل جسمیں شرکت ہلیلہ کی ہو پرہیز کرے۔ اور معدہ پر ضماد اجزائے قوابض سے حذر کرنا چاہئے۔ پس اگر معدہ اور جگر میں سوزش پائی جائے تو صرف آب مکوئے سبز اور گلاب میں کپڑے کو تر کرکے رکھیں اور جگر کی تبرید میں مبالغہ نہ کریں اور معدہ پر کسی روغن کی ہرگز تدہین نہ کریں۔

دوسرے مقام پر پھر طبری رقمطراز ہے کہ مریض نقل ہوا کرے۔ اگر مُمکن ہو ورنہ مرکبات کافوری و مفرحات و یاقوتی بارد و دوا و المسک بارد وغیرہ کے کھلانے سے تقویت دل کی کریں اور جو تدابیر کہ تپ وبائی میں مذکور ہوئی ہیں۔ قوی تاثیر رکھتی ہیں۔ اور حب وار (تربیبی) کا کافور کے ساتھ کسی کھٹی دوا میں کھلانا بہترین طلا سے ہے۔ اور قبل برآمد ہونے ورم طاعون کے زمانہ وبا میں اس طلا کو سونگھنا اور چکھنا اور زیر بغل اور کنج ران اور پس گوش وغیرہ کے قربت میں مالش کرنا طاعون کے نکلنے کو روکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ کوئی تدبیر اِس سے بہتر نہیں ہے کہ مریض کی بہت جلد فصد کھولیں۔ پھر کھانا کھانے کے

اوپر تریاق تُرش حب الشفائے بزرگ آب انار افشردہ میں حل کر کے دیں اور
جب مرض مذکور پیدا ہو جائے تب تیزآب فاروقی کو سیماب او رجدوار میں مدبر
کر کے محل طاعون میں رکھدیں تاکہ زخم ہو جائے جیسا کہ بحث خراج میں مذکور ہوا
اور دل و دماغ پر اوس کے طلاہائے سرد تریاقیہ عطریہ رکھیں - اور جب مادہ
دماغ میں پہنچکر کیفیت پیدا کرے تو معالجہ سرسام کا کرنا چاہئے مگر تریاقات
باردہ کا کثرت سے استعمال رہے ابتدا میں جب اِس مرض کا ظہور
ہو تو فادزہر زبرجدی اور جدوار ہر ایک چار حبہ ردو جو کامل گائے کے دہی میں
بوزن تین تولہ رکھکر کھلاویں - اور باعتبار غذا کے دونوں وقت گیلانی
خشکہ گائے کے دہی یا بالائی کے ساتھ کھلاویں اور مربائے گرندہ اور مربائے
تمرہندی استعمال کراتے رہیں اور بعوض پانی کے گلاب اور عرق کاسنی
دونوں ہموزن عرق صندل چارم حصہ ملاکر شورہ میں ٹھنڈا کر کے نوش کرائیں
اور عاکسی ایک تولہ بیکر آب برگ عنب الثعلب و کشنیز تر و آب برگ بارتنگ
سبز میں سیسہ کی تختی پر صلایہ رپیسکر حضض مکی گل ارمنی سرکہ مقطر
تولہ ۱ تولہ ۹ ماشہ
گرد ورم مرض مذا کے ضماد کریں دو ہی ہفتہ میں صحت کلی ہو جائیگی - حکیم عاب
نے اپنے اوستاد سے نقل کیا ہے کہ میں نے بعض ارباب طاعون کو
ایک تولہ کافور کھلا کر علاج کیا ہے اور وہ ایک روز میں اچھے
ہو گئے +

سویدی نے لکھا ہے کہ لٹکانا یا مہر بنوا کر یاقوت کا اپنے پاس رکھنا ہر قسم مرض
طاعون کو نفع کرتا ہے اور یہ میرا مجرب اور آزمودہ ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ

گل ارمنی کا پانی میں پلانا اور ناک پر طلاء کرنا اور ریباس گلِ مختوم کافور کا محض
پلانا اور مقل ازرق کا پلانا اور دھونی دینا اور حماز کو سرکہ کے ساتھ کھلانا اور
دوما روغن گاؤ کا کھانے میں استعمال رکھنا ہر واحد اس کا نافع طاعون ہے
وہ حبوب جو طاعون اور خیارک (یہ جو گنج ران میں نکلتی ہے) اور جمیع اورام
گرم میں نافع ثابت ہوئے ہیں لکھی جاتی ہیں **صفتہ** گل ارمنی۔ جدوار نفسجی
زرنباد۔ زردچوبہ صندلین گل مختوم ہموزن باریک پیسکر گولیاں بنالیں
ہوائے سرد میں پانی کے ساتھ تین ماشہ اور ہوائے گرم میں گلاب کے ساتھ استعمال
کراویں اور حکمائے ہند کا قول ہے کہ تل کا تیل اس مرض میں نہایت مضر ہے
یہانتک کہ چراغ میں بھی نہ جلائیں اور شیر برنج پکاکر موضع طاعون پر باندھنا
اور شیر گاؤ ہمراہ چاول کے مریض کو کھلانے کے لئے تاکید اطبا ہے اور شہد
وشکر باہم ملاکر ورم طاعون پر باندھنا جاذب سمیّت اور محلّل مادہ ہے۔ واللہ اعلم
سمرقندی وغیرہ لکھتے ہیں کہ جب بیمار کو مکان سرد میں بٹھالیں۔
اور بوجہ تبرید کے گرد اوس کے برف رکھیں تو واجب ہے کہ ورم پر پرسیاوشاں
خطمی اور بابونہ کا ضماد کریں۔ اور جوشاندہ بابونہ اور سویہ سے مقام مذکور کی تدفین
کریں تاکہ ہوا کی سردی نفس ورم میں نہ پہنچے اور گرم پانی بعد پچھنے لگانیکے
ورم پر گراویں جنمیں اجزائے گرم کو جوش دے دیا ہو۔ اور فصد کرنے کے بعد چند
امور کا لحاظ رکھیں اول یہ کہ محل ورم پر بھرے ہوے پچھنے لگادیں۔ کیونکہ ایسی
صورت میں نکلنا مادہ سمیّہ کا خاص عضو سے بدن میں بخیال انتشار زہر بہ نسبت فصد
کے کم ہوگا دوسرے یہ کہ قبل از فصد محل طاعون پر ادویہ باردہ کا طلا کرنا مثل

رسوت گل ابنی اور ماہیشاد غیرہ کے تاکہ متی مادہ اوس مقام میں جمع ہوکر باطن کی جانب بروقت نکلنے خون بذریعہ فصد کے چلا نہ آئے تیسرے اعضاء رئیسہ بالخصوص دل کی حفاظت کرنے میں مبالغہ کریں تاکہ وہ مادہ جس کو فصد سے تحریک ہوئی ہے ان اعضاء پر نہ گرے اور اگر یہی ہو کہ مادہ فاسدہ کا انصباب قلب پر ہوا ہے تو خوشبودار طلا سینہ و دل پر لگاویں۔ اور سرد خوشبو کی چیزیں سونگھاویں۔ اور آب سرد اور گلاب باہم ملاکر گھونٹ گھونٹ پلاویں تاکہ آسانی سے خون نکلے اور بعد ازاں یہی قاعدہ ملحوظ خاطر رہے۔ بہر حال مادہ متحرکہ کا ساکن رکھنا ضروری ہے اور یہ سب احتیاطیں اوس صورت میں ہیں کہ طاعون میں کثرت سمیت ہو ورنہ ان تدابیر بالا کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ بلاخوف فصد کرنا چاہئے۔ اور اگر باوجود سمیت کے بھی بروقت فصد کھولنے کے ان قوانین مذکورہ کا لحاظ رکھیں بہتر ہوگا اور تقاضائے احتیاط بھی یہی ہے اور مادہ کی کمی بیشی کی پہچان ورم کے رنگ سے کر سکتے ہیں جیساکہ ذکر ہو چکا۔ اور غالب ہونا وسوسہ اور ہذیان کا علامت ہے چڑھنے مادہ کی دماغ پر پس ایسے وقت میں پاشویہ کریں اور رانوں پر شاخیں کھچوائیں اور زور سے چوسیں اور دیر دیر تک شاخوں کو رکھے رہا کریں +

خضر کہتا ہے کہ میرے اوستاد نے تعلیم کی ہے کہ فصد اور مسہل طاعون میں جبکہ ظہور ورم طاعون کا ہو جائے بلکہ کل مواد ردیہ میں جو کہ خارج بدن کی طرف متوجہ ہو جائز نہیں ہے تا تعارض نہ واقع ہو مگر ابتدائے قبل اس کے کہ طاعون ظاہر ہو فصد مسہل اور دیگر مطبوخات سے

احتقان کرنا واجب ہے۔ علی الخصوص اوس وقت پر جبکہ مادہ ہیجان پر ہو اور یہ اسواسطے ہے کہ مادہ متعفنہ باطن میں کہیں نہ محتبس ہو جائے اور باعث ہلاکت ہو +

اور میں کہتا ہوں کہ جب دیکھیں کہ حار مادہ بہت ہیجان پر ہے۔ اور اعضا کی جانب پھیل گیا ہے۔ اور اوس کے انصباب نے اعضائے رئیسہ کی جانب میلان کیا ہے تو میں فصد اور مسہل کے ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں اگرچہ بعد ظہور طاعون کے کیوں نہو مگر ہاں مریض کی قوت برداشت کر سکے تاکہ مادہ خبیثہ متحرک ہلاکت کو نہ پہنچا دے۔ اور بہت لوگ اس تدبیر متینہ سے محفوظ رہے اور جب کبھی مثل اس حالت کے بچوں کی حالت ہوجاتی ہے تو میں بچوں کی رانوں پر بھرے ہوئے پچھنے لگانیکا حکم دیتا ہوں اور واسطے تبرید اور تقویت دل کے شربت ورد تازہ اور شربت صندل گلاب اور عرق نیلوفر باہم ملاکر قدرے کافور حل کرکے مریض کو دیں اور محل طاعون پر پچھنے لگانے کے بعد موضع مذکور کے پکانے کی تدبیر جو خراج اور آکلہ میں کی جاتی ہے اور میرے اوستاد نے مجھے تعلیم کیا تھا کہ بعد بھرے ہوئے پچھنے لگانے کے محل طاعون پر بچہ مرغ کو پھاڑکر باندھنا چاہئے تاکہ مادہ سمیہ جذب ہو جائے اور رہتے ہیں کہ آگ سے محل طاعون داغ دینا بہت نافع ہے اور بعد داغ دینے کے روغنگاؤ کہنہ اور مرہم رسل کا استعمال فائدہ سے خالی نہوگا۔ اور بعض آدمی موضع طاعون پر افیون اور زعفران مخلوط کرکے بسبب شدت درد اور خوف ہلاکت کے بہ سبب اس کے کہ کوئی اور تدبیر نہیں ہوسکتی ہے کرتے ہیں اور یہ خطرناک ہے کہ اسمیں

مادہ کے واپس آنیکا خوف ہے نسخۂ مرہم رسل کا حسب ذیل ہے مرمکی زراوند طویل مردا سنگ کُندر ان سب اجزا کو سفوف بنا کر علیحدہ رکھیں۔ بعدہٗ موم زرد رالنج زنگار جاوشیر گندہ بیروزہ اُشق مقل ازرق ان سب کو کو روغن زیتون میں ڈال کر آگ پر چڑھائیں جب یہ سب گداختہ ہو جائیں۔ آگ میں ڈال کر مذکورہ بالا کا سفوف اِس گداختہ اجزاء میں ڈال کر مرہم بنالیں اور استعمال میں لاویں*

طریقہ ڈاکٹری علاج کا

ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ یہ مرض سارے ہندوستان میں قریب نو دس برس کے گذرتا ہے کہ منتشر ہو کر ہزاروں سے لاکھوں آدمیوں تک نوبت پہونچگئی کہ نذر طاعون ہو کر ہلاک ہوتے مگر افسوس ہے کہ تا ایندم اِس کے لئے کوئی دوا مجرب امتحان میں نہ آئی۔ مگر بہرحال یہ ضرور تجربہ ہوا کہ ایسی مُہلک مرض میں ڈاکٹر کو واجب ہے کہ جو دوائیں دل اور دماغ مریض کی تقویت کریں استعمال کرے ہاں اوس کے ساتھ اور دیگر علامات جو اِس مرض میں پیدا ہوتے ہیں اون کا بھی علاج مدنظر رہے۔ انگریزی دوائیں زیادہ تر مرض مذکور میں برعایت تقویت قلب

برانڈی ایمونیا کارب Amuoniacarll اسپارٹین۔

Musk مشک Digitalis ڈیجی ٹیلیس Spartin. sulph

اسٹروفن تہتس Strophanthus کچلہ Nux vomica کلور آئڈ اوف گولڈ

یعنی سونے کا مرکب غدودہائے ورمی میں سب سے زیادہ مفید اور انفع ہے اور بلاڈونا
اوراوس کے ساتھ [illegible] اور گلسرین [illegible]
السی کی پلٹس جو معتدل قاعدے سے گرم شدہ ہو پے در پے باندھنا مفید پایا گیا ہے
اِس مرض میں ڈاکٹر کو چاہیئے کہ قوت کے برقرار رکھنے کا لحاظ رکھے اور مقویاتِ قلب
کا برابر استعمال کرتا رہے۔ کیونکہ یہ مرض قلب اور دماغ اور جگر کو بہت جلد ماؤف کر کے
اپنا زہریلا اثر سارے خون میں پھیلا دیتا ہے جس سے کُل قوتیں زائل اور معدوم
ہو جاتی ہیں۔ اِس مرض میں غذا بہت زود ہضم ہو کہ اِدھر معدے میں فرو ہوئی
اُدھر ہضم ہو گئی اور قوت کا ازالہ نہ ہونے دے۔ زیادہ تر سریع الہضم غذا چوزوں
یا حلوان کی یخنی یا گائے کا تازہ دودھ اور مکھن اور پاؤروٹی و آش جو اور انڈے
کی نیمبرشت زردی ہے۔ مکان بہت صاف اور ہوادار ہو اور اوس کے
کھلے ہوئے کمرے ہوں اور اگر اونچی جگہ پر مکان ہو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ اور
مکان مسکونہ سے کچھ علیحدہ اور دور ہو تو یہ اور بھی مفید ہو سکتا ہے مکان
میں جس قدر صفائی اور ازدیاد روشنی اور آمد و رفت ہوا کی ہوگی۔ اوسی قدر
مریض کے حق میں مفید ہوگا۔ مریض کا بچھونا بہت صاف اور نرم ہونا چاہیئے۔
مریض کو چاہیئے کہ لیٹا رہے۔ کیونکہ حرکت مریض سے اخلاط بھی متحرک ہونگے۔ جس سے
مادّہ منتشر ہو کر موجب اشتداد مرض ہوگا۔ ڈاکٹر کو مناسب ہے کہ جتنی بار مریض کو
دیکھے اوتنی ہی مرتبہ ہاتھوں کو انٹی سپٹک [illegible] سے جو کہ قسم کا
عرق ہے دھو ڈالے اور اگر ممکن ہو تو مکان مریض کا روز مرکری لوشن
[illegible] سے تر کر کے چھوڑا کرے تاکہ سمّی مادّہ جو مکان سے غرض

اور دیواروں میں آگیا ہے وہ اس عمل سے بالکل جاتا رہے +

دوا کا استعمال بقاعدہ ہیمیوپیتھک ڈاکٹری

جب خون فاسد ہوکر زہریلا ہوجائے - اور اوسمیں سپٹی سیمیا کی سی کیفیت نمودار ہو تو لکی سیس Lachesis کا استعمال بہت مفید پایا گیا ہے اور اگر اوس کے ساتھ جریان خون بھی ہے تو کروٹیلس Crotalus دینا مناسب ہے اور اگر باوجود فاسد ہونے خون کے دل اور دماغ ماؤف ہوجائے تو کوبرا کا استعمال چاہیئے اور جب مریض کو سخت تپ آجائے اور کل علامات طاعون کے دفعتہً ظاہر ہوجائیں تو بیولوئمن Beloimine دینا چاہیئے - اور اگر شدت بخار کی نہو اور علامات مبہم ہوں تو لائی مین Loimine کا استعمال کافی ہے - کم سے کم چھٹا اور زیادہ سے زیادہ ۳۰ نمبر کا ڈائی لوشن Dilution استعمال کرنا چاہیئے - اور جب باوجود پلیگ کے مریض میں کمزوری آجائے - اور منہ میں آبلہ پڑکر حلق میں زخم پڑجائیں اور دست بدبودار آنے لگیں اور مریض روز بروز نڈھال ہوتا جائے تو اوس حالت میں کالی فوس چھٹا وسٹمل یا ۳۰ نمبر کا ڈائی لوشن مفید ہوگا - مگر جبکہ گانٹھ کیسا تھ خفیف بخار ہو خواہ ابتدا میں خواہ انتہا میں تو بپٹی آگا Baduya اور رسٹکس Rhas tox کا استعمال زیادہ مناسب پایا گیا ہے - دوسری قسم پلیگ کی جس کا نام نمونک ہے اور جسمیں پھیپھڑہ ماؤف ہوجائے - اور دست بے اختیاری کے ساتھ آنے لگیں جسمیں مروڑ اور درد نہو زبان میں خشکی اور سرخی ہو - اسہال متواتر آتے ہوں قے اور استفراغ سے نجات نہو اور چہرہ کا رنگ نیلا ہوجائے اور مریض کو کروٹ لینے میں بیچینی

محسوس ہو تو اوس صورت میں فاسفورس Phosphorus چھ یا تیس نمبر کا ڈائی لوشن دیتے ہیں۔ اور جب مریض مضمحل ہو جائے۔ اور کبھی غافل اور کبھی ہوشمند ہے۔ اور سانس لینے میں بوئے متعفن محسوس ہو۔ چہرہ مریض کا اوترا ہوا ہو۔ زبان بکتا ہو۔ دست آتے ہوں تو جب یہ علامتیں پائی جائیں تو اوسوقت بیپ ٹی شیا Baptisia کا پہلا ڈسٹل ڈائی لوشن استعمال کرینگے۔ اور جب علامات ذیل پائیں۔ یعنے قوت روحانی کا انحطاط ہو۔ پریشانی اور بے چینی معادم ہوتی رہے دل زیادہ گھبرائے۔ پیاس شدید پیدا ہو اور اندرونی جلن کی شکایت مریض زیادہ کرے نبض بالکل کمزور رہ کر غیر منتظم ہو جائے تو اوس وقت ارسنک Arsenic دینا چاہیئے۔ یہ صورتیں جس قسم پلیگ میں پائی جائینگی۔ اوسمیں ارسنک ہی کی ڈاکٹران ہمیوپیتھک نے ہدایت کی ہے۔ مگر ساتھ ہی اوس کے یہ کہا ہے کہ علی العموم ہر مریض پلیگ کو ارسنک نہ دینا چاہیئے۔ مگر ہاں جبکہ پلیگ کا زہر معدہ اور امعا میں آجائے۔ تو اوس وقت اِس کا استعمال بہت مفید ہوگا۔ وہ پلیگ جس کو سیپٹی سی مک کہتے ہیں اور جو نہایت مہلک ہے۔ جسمیں گلٹی وغیرہ کچھ بھی نہیں پائی جاتیں۔ اور مریض کی حالت آناً فاناً ردی ہوتی جاتی ہے۔ اوس میں کاربولک ایسڈ چھ نمبر کا استعمال کرانا زیادہ سودمند پایا گیا ہے۔ ہلکے قسم کے پلیگ کاربوانی میلس Carboanimalis اور جس پلیگ میں خناق کی سی کیفیت پائی تو مرکیوریس سی آنے ٹس mercurius cyanatus کا استعمال مفید ہے۔ اوس میں چھ نمبر کا ڈائی لوشن مستعمل ہے واضح ہو کہ جب طبیب کو اس امر کا شک ہو کہ باوجود بخار اور گلٹی کے یہ پلیگ ہے یا نہیں

تو اوس وقت طبیب کو لازم ہے کہ محض اکونائٹ Aconite اور بلاڈونا
Belladonna مرکیوریس اور رسٹکس کے ذریعہ سے علاج کریں
اور جب اوس کو یقین ہو جائے کہ مریض کیحالت تبدیل ہو کر مرض موجودہ پلیگ
کی صورت میں مستحیل ہوا تو پہر ان دواون کو ترک کر کے وہ اجزا جو خاص پلیگ
کی بابت بیان کئے گئے ہیں +

اکونائٹ شدید بخار میں چاہئے اگرچہ ابتدا ہی میں کیوں نہو اوس کا پہلا یا
تیسرا ڈوائی یوشن دیا جاتا ہے۔ اوپیم Opium جکو بحالت بدحواسی دینے
میں مضائقہ نہیں ہے۔ بلاڈونا جبکہ دماغ ماؤف ہو اور گلٹی میں ورم نہ ہو
دیتے ہیں۔ ایپکاک معدہ کے ماؤف ہونے پر استعمال کرتے ہیں ہیپر سلفر
Heparsulphur سلی شیا Silicea اوس وقت دیتے ہیں
جبکہ گلٹی میں ریم پڑگئی ہو۔ بلکہ زخم بھی ہوگیا ہو +

پلیگ میں غذا کا استعمال

مبتلائے طاعون کو ہلکی اور مقوی غذا دینا چاہئے۔ دودھ سب سے زیادہ
مناسب ہے۔ اور اگر دودھ کے ساتھ ساگودانہ یا ماربی وین تو انسب ہے جہانتک
غذا سیال ہو وہ بہ نسبت مغلظ غذا کے بہتر ہے۔ اور خواہش مریض پر بسکٹ
خواہ نمکین یا میٹھا دیں۔ ولائیتی ارارٹ سے بھی مدد روحانی قوت کو ملتی ہے۔
آب آرین کٹی: ہیجان مادہ کو ایک دن میں روکتا ہے خالی شوربائے گوشت
تو مناسب نہیں مگر اوس میں کھیرے یا ککڑی کے ٹکڑے یا پوٹلی خبازین یا دھنیا

کی ڈالکر مزاج شوربے کا درست کریں تب دیں۔ چاے اور شراب سے مطلقاً پرہیز لازم ہے۔ پیاس کیحالت میں سوڈا واٹر۔ جوش شدہ سرد کیا ہوا پانی بہت مفید ہے بلند اور صاف جگہ پر مریض کو رکھنا چاہئے۔ اور کپڑے مریض کے صاف اور خشک رہیں۔ بلکہ لازم ہے کہ روز مرہ کپڑا مریض کا تبدیل کیا جائے۔

وہ ہدایتیں جو اندفاع سمیت طاعون میں کرنی چاہئے

جو دوا ہیں کہ زہریلے اثر امراض وبائی کو دور کرتی ہیں اون کو انگریزی میں ڈس انفکٹنٹ کہتے ہیں۔ جیسے سلفر۔ فنائل۔ پرکلور ایڈ اوف مرکری۔ پارمنگانیٹ اوف پٹاس۔ کاربولک ایسڈ وغیرہ۔ انمیں بعض یا بعض اوقات سب کو ترکیب دیکر سفوف بنایا جاتا ہے۔ اور ایک مقدار خاص لیکر پانی کے بہت بڑے حصے میں گھولا جاتا ہے جس سے مکان پاءخانہ اور اسباب وغیرہ دھویا جاتا ہے جو زہریلے اثر کو دور کرکے سمیت وبائے موجودہ کو دفع کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بات مان لی گئی ہے کہ جس قدر متعدی امراض ہیں اونمیں ایک قسم کا سمّی جوہر ہوتا ہے کہ جو سانس لینے کے ساتھہی اندرون جسم سما جاتا ہے۔ لہذا اوس سمیت کے زائل کرنیکے واسطے اون دواؤں کا استعمال کرنا جو اوپر بیان ہوچکی ہیں مناسب ہے۔ غرضکہ ایک قسم کا لوشن ان ادویہ مذکورہ سے بنایا جاتا ہے۔ اور جہاں یہ زہریلا مادہ طاعون کا ہوتا ہے وہاں اوسکو ڈالدیتے ہیں۔ بلکہ اوسی لوشن سے وہ زمین دھوئی جاتی ہے۔ بلکہ اور جن جن مقامات پر ذرا بھی زہریلے مادہ کا اثر ہوتا ہے وہ وہ مقامات اوسی لوشن سے دھوئے جاتے ہیں۔ اِس لوشن کی خاصیت یہ ہے کہ یہ زمین کی رطوبت کو دفع کرکے اور سمیت

اثر کو زائل کرتی ہے۔ اگر کنوئیں میں سمیت وبا کا شبہ ہے تو پارمنگانیٹ اوف پُٹاش
کنوئیں میں ڈالا جائیگا۔ لیکن اوسکو اس قدر پانی میں ڈالنا چاہئے کہ پانی
کا رنگ ہلکا گلابی ہو جائے۔ اور کم سے کم ایک ہفتہ تک اس پانی کی جبتک کہ رنگت
بدلکر اصلی نہو جائے نہ استعمال کریں فائدے کے عوض ضرور نقصان ہوگا جیسا کہ
میں آیندہ اس کی نسبت بیان کرونگا۔ اور اگر ہوا میں سمیت ہے تو مکڈُوگلس پوڈر
جو ایک دوا ہے۔ اور اکثر انگریزی دواخانوں میں عموماً ملتی ہے زمین پر ڈالی جاتی ہے
جس سے بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ہوا میں شریک ہوکر باعثِ اندفاع سمیت
وبا ہوتی ہے۔ گندھک لوبان گوگل صندل برگ نیم وغیرہ کے جلانے سے جو نفع
ہوتا ہے وہی نفع ان اجزائے مذکورہ کے استعمال سے ہوتا ہے۔ ان سب ادویہ
دافع سمیت وبائے طاعونی میں کلورائڈ اوف مرکری اور سلفیورک ایسڈ زیادہ تر مفید
ثابت ہوئی ہیں۔ کلورائڈ اوف مرکری جس کو ہندی میں رسکپور بھی کہتے ہیں اس کا
لوشن بناتے ہیں۔ پھر ایک جزو یہ دوا اور ہزار جزو اوس کے پانی ملا کر مسموم اور زہریلا
مقام دھوتے ہیں۔ اور جب اوسکو اور قوی کرنا منظور ہوتا ہے۔ تو اوس میں
اِسٹرونگ ہائیڈرو کلورک ایسڈ کو اضافہ کرتے ہیں۔ سلفیورک ایسڈ کا بھی
لوشن بناتے ہیں۔ پھر ایک یہ لوشن اور پانچ سیر پانی باہم ملا کر پاخانہ وغیرہ کو دھلاتے
ہیں۔ سلفیٹ اوف کوپر جس کو طوطیا کہتے ہیں۔ اوس کا بھی لوشن بنایا جاتا ہے۔
پھر اوس کا ایک حصہ لیکر ہزار حصہ پانی میں ملا کر مکان کے دھونے اور صاف کرنے
میں استعمال کرتے ہیں۔

گورنمنٹ بہادر نے ڈِس انفکٹنٹ لوشن یعنی دوائے دافع سمیت طاعون کو

دو صورتوں میں استعمال کیا ہے ایک تو اوس مکان میں جہاں یہ وبائے طاعون موجود ہے تاکہ سمیت نہ پھیلے۔ اور ایک اوس مکان میں جہاں یہ وبا نہیں ہے تاکہ آیندہ خرابی ہوا سے مکان مذکور محفوظ رہے۔ مگر افسوس کہ اس کا نتیجہ بہتر نہ ہوا بلکہ جہاں جہاں اس دوا کا استعمال ہوا وہاں وہاں اور بھی خرابی پیدا ہو گئی۔ پس جو مکانات اس ترکیب سے دھلوائے گئے وہاں اور زیادہ طاعونی وبا پھیل کر باعثِ ہلاکت عامہ خلائق ہوئی یا وہ کنوئیں جہاں یہ دوا ڈالی گئی وہاں اور بھی زیادہ جانوں کا نقصان ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی مکان میں سمیت طاعون کا شبہ ہوتا ہے تو وہ مکان انہیں لوشن مذکورہ میں سے کسی لوشن سے دھلوایا جاتا ہے۔ اوس دہلوانے کا اثر چند روز تک رہتا ہے۔ بعدہٗ پھر حسب حاجت مکان مذکور اسی دوا سے صاف کیا جاتا ہے۔ لہذا متواتر شست وشو سے مکان مذکور مرطوب ہوجاتا ہے۔ خصوص اون بیچارے غریبوں کے مکانات جو خام ہیں اونہیں اثر رطوبت کا زیادہ تر باعث ترقی سمیت طاعونی ہوتا ہے۔ دوسرے کامل طور سے اکثر تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ جس مقام پر یہ لوشن استعمال کیا گیا وہاں طاعون کی کثرت ہو گئی۔ پس میرے نزدیک اس کا استعمال پسندیدہ نہیں ہے۔ جس قدر تدابیر دفع سمیت وبائے طاعونی کے مذکور ہوئے ہیں اون سب میں آگ کا روشن کرنا بہت مفید پایا گیا ہے۔ عام اس سے کہ آگ روشن کر کے اوس میں گوگل گندھک صندل۔ عود یا نیم کی پتی وغیرہ ڈالکر جلائیں یا اگر نہو سکے تو کثرت سے آگ ہی روشن کریں۔ کیونکہ آگ زمین کی رطوبت کو بالکلیہ دفع کرتی ہے جس سے مطلقاً سمیت کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ جس مکان میں طاعون کے ذریعہ کوئی واقعہ ہو جائے تو چاہئے

کو کثرت سے اوس مکان میں آگ روشن کریں کم سے کم پندرہ روز تک آگ اچھی طرح سے جلاتے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ مکان آفت طاعون سے محفوظ رہے گا۔
غرضکہ مکان کو تا امکان خشک اور صاف رکھیں۔ اور مکان کے دروازوں کو کھولے رہیں تاکہ روشنی آفتاب کی اور چاروں طرف کی ہوا بخوبی مکان میں پہنچ سکے اور مکان میں تا مقدور آگ روشن کرتے رہیں اور گندھک یا نیم کی پتی سے مکان مذکور کی دھونی دیتے رہیں تو اور بھی زیادہ مفید ہوگا۔
جس مقام پر پلیگ کا زور شور ہو حتی المقدور وہاں سے چلا جائے اور کسی میدان یا ایسے کھلے ہوئے باغ میں جو اونچے پر اور جہاں ہوا کی آمد و شد ہو قیام کرے اور جبتک اوس کے اصلی وطن سے طاعون رفع نہ ہو جائے ہرگز قصد مراجعت نہ کرے جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا۔
اگر کوئی شخص ٹیکا لگانا اس غرض سے چاہے کہ وہ آیندہ طاعون کی زہریلی بلا سے محفوظ رہے تو بہت ہی ہوشیاری سے ٹیکا لگائے۔ حاملہ عورت اور صغیر سن بچے اور اون عورتوں کو جو ایام حیض سے ہوں ٹیکا نہ لگانا چاہئے۔ جس کے چیچک کا ٹیکہ لگ چکا ہو اوس کے تھوڑے دنوں کے بعد پلیگ کا ٹیکا لگانا چاہئے اور وہ لوگ جو کمزور اور نازک مزاج ہوں اون کے بھی ٹیکا لگانے میں سخت نقصان پہنچنے کی امید ہے۔
مکان اور غذا اور لباس وغیرہ کو صاف رکھے۔ بد پرہیزی اور جماع وغیرہ سے پرہیز لازم ہے۔ وہ لوگ جو کثیف حالت میں رہے اور انہوں نے نہ اپنی ظاہری نہ اندرونی صفائی کا خیال رکھا وہ بہ نسبت اون لوگوں کے جو صفائی سے رہے زیادہ تر مبتلائے طاعون ہوئے۔

ننگے پاؤں ہرگز نہ رہے۔ کیونکہ سمیت طاعون زمین سے علاقہ رکھتی ہے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو ہر وقت موزہ یا جراب پہنے رہے ٭

ان سب دواؤں میں گندھک کے سفوف کو جبکہ تلووں میں ملا جائے میں بہت بہتر اور سودمند جانتا ہوں۔ کیونکہ گندھک ایک اعلےٰ درجہ کا فادزہر ہے اور اوس کے اجزائے جوہریہ بہت جلد خون میں سرایت کرتے ہیں۔ اس کے استعمال سے ضرور انسان اپنے آپ کو طاعون کی سمّی ہوا سے بچا سکتا ہے۔ اسی طور سے گندھک کا صابون بھی بدن پر ملنا مفید ثابت ہوا ہے اگرچہ اس کی نسبت میرا خاص تجربہ نہیں ہے ٭

جو لوگ مرطوب جگہ رہنے سے مجبور ہوں اون کو چاہیئے وہ یُوکے لپٹس آئل کو ایک شیشی یا رومال میں ہر وقت سونگھا کریں ٭

جو لوگ اپنے مکان سے دوسرے مقام یا محلّے میں جائیں تو واپس آنے پر اپنی جوتی کو اچھی طرح سے جھاڑ کر دھوپ میں ڈالدیں۔ بلکہ اپنے لباس کو بھی اوتار کر دھوپ میں سکھلاویں ٭

جو آدمی پلیگ میں مبتلا ہو۔ اوس کو ہرگز ہاتھ نہ لگاویں۔ اور اگر کہیں احیاناً چھولیں تو اوس کو لازم ہے کہ فوراً اپنے ہاتھ کو کاربولک سوپ سے دھو ڈالیں۔ پھر کلورائڈ آف مرکری لوشن سے ہاتھوں کو صاف کریں ٭

جسکے ہاتھ یا کسی عضو میں کوئی زخم ہو وہ بھی پلیگ کے مریض کو مس نہ کرے۔ کیونکہ خون کے ابخرات اوس زہریلے اثر کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں ٭

جب کوئی شخص پلیگ کے مریض کے قریب جاوے تو خلاف ہوا کے مریض قیام کرے۔ یعنی اگر مریض کے اوتر جانب کھڑا ہے اور ہوا دکھن کی ہے تو اوتر جانب

سے دکھن کی جانب چلا جائے۔ اور یہ خیال رہے کہ مریض کے سانس کی ہوا اوس کے جسم میں نہ لگنے پاوے۔ بلکہ اوس کے بستر وغیرہ سے علیحدہ قیام کرے اور جلد وہاں سے فارغ ہوکر دھوپ اور ہوا میں چلا جاوے۔ اور اپنے ہاتھوں کو کاربولک سوپ وغیرہ سے دھوڈالے اور جبتک اپنے آپ کو بخوبی طاہر نہ کرلے دوسرا کام نہ کرے ؛

ذاتی تجربہ مؤلف رسالہ ہذا درباب علاج طاعون

مؤلف رسالہ ہذا نے خاص ضلع بارہ بنکی میں رہ کر ۱۹۰۲ءمیں اسکا علاج کیا ہے جسکا ذکر مجملاً دیباچہ رسالہ موجودہ میں گزرچکا ہے اور نیز جسمیں کامیابی ہوئی۔ بہرحال مؤلف کے نزدیک اس کے دو اقسام ہیں جنکو علیحدہ علیحدہ بیان کرونگا۔ سب سے زیادہ اور خوفناک وہ طاعون ہے جسمیں گلٹی نہ نکلے محض ایک زبردست اور سخت بخار آدے۔ اس قسم کو طاعون وبائی کہتے ہیں۔ علامت اوس کی یہ ہے کہ ظاہر بدن کا سخت گرم نہ ہونا اور باطن جسم میں بیقراری اور سوزش اور حرارت کا قوی پایا جانا اور باوجود اس کے نبض عظیم اور متواتر ہونا۔ تنگی نفس اور سانس لینے میں بدبو کا محسوس ہونا۔ پیاس کی شدت۔ زبان پر خشکی۔ متلی۔ بھوک کا ساقط ہوجانا۔ کبھی کبھی حوالی دل میں میٹھا میٹھا درد۔ طحال کا بڑھ جانا۔ کرب شدید۔ خشک کھانسی آنی۔ قوت طبعی کا دفعتہً ساقط ہوجانا۔ غشی طاری رہنی عقل میں فتور پیدا ہوجانا۔ بیخوابی۔ گاہے جسم پر سُرخ سُرخ دانے پڑکر جلد زائل ہوجانے۔ منہ پھیل جانا۔ قارورہ کا رنگ دائی ہونا۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے رہنے۔ سرسام میں بہت جلد مبتلا ہوجانا۔ اکثر اس قسم کے طاعون میں گلٹی نہیں

نکلتی ہے۔ اور یہ سب سے زیادہ بدترین اقسام میں سے ہے۔ جب یہ علامتیں
پائی جائیں یا کچھ کم وبیش تو فوراً علاج شروع کریں۔ طبیب کو لازم ہے کہ
اول فصد باسلیق کریں اور بہت خون نکالیں۔ پھر قرص طباشیر کافوری
۳ ماشہ رب انار ترش ایک تولہ کھلا دیں۔ اوپر سے شیرہ تخم کاسنی و خیارین
شیرۂ مغز تخم کدوئے شیریں۔ زرشک ہر ایک بوزن ۹ ماشہ۔ تخم کاہو ۶ ماشہ
آلو بخارا ۷ عدد۔ گلاب و عرق بید مشک و نیلوفر و عرق بید سادہ ہر ایک
چھ چھ تولہ ہو شیرہ نکالکر شربت لیموں۔ شربت نیلوفر دو دو تولہ ملاکر استعمال
کراویں۔ اور گل بنفشہ۔ صندل سپید۔ تخم کاہو۔ حضض مکی مساوی الوزن
لیکر صدغین اور پیشانی پر نیمگرم ضماد کریں۔ اور ایک باریک کپڑا لیکر وہی
خواہ آب صندل میں تر کرکے سینہ پر رکھیں۔ یہانتک کہ اگر وہ خشک ہو جائے
تو دوسرا کپڑا تر کرکے رکھیں۔ غرض صبح سے تا ظہر یہی ترکیب کرتے رہیں۔
بعدہ آب افشردہ انارین ۹ تولہ شربت صندل ترش یا شربت سیب ملا کر
باضافہ کیوڑہ مریض کو پلاویں۔ اس میں آب لیموئے کاغذی۔ آب تر ہندی۔
آب فالسہ۔ آب انناس ہر واحد اس کا مفید ہے۔ اگر حاجت ہو تو ہلکی غذا
دینا چاہئے۔ اس میں پرانے چاول۔ مونگ کی دال یا وہ گوشت جس میں کوئی
ترکاری سرد پڑی ہو دینا مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر جی چاہے تو مربائے ہند کی
مربائے کرونده۔ مربۂ انبہ و کچھ مربہ لیموں وغیرہ کھلانے میں تسکین مریض منظور
ہے۔ پانی کو خواہ برف میں ٹھنڈا کرکے یا شورہ میں سرد کرکے پلاویں۔ مگر قدر
لحاظ رہے کہ پانی خوب پیٹ بھر کے مریض کو پینا چاہئے۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا پانی

پینے میں نقصان ہے۔ اور نفع ضرر کی حالت کو میں نے پانی کی بحث میں بیان کر دیا ہے
گھر کو کافور۔ گلاب۔ صندل۔ سرکہ گلاب پاش میں بھر کر تھوڑی تھوڑی ساعت کے
بعد چھڑکنا چاہیے۔ اور اگر وسعت ہو تو خسخانہ کا انتظام کیا جائے اور ہر وقت چھڑکا
جاوے تا مریض کو تفریح پہنچتی رہے۔ مریض کو بجائے پانی کے اگر عرق بیدمشک
گلاب۔ کیوڑہ۔ عرق گاؤزبان بدستور ٹھنڈا کر کے پلایا جاوے تو زیادہ مفید
ہوگا۔ سر پر اگر کچھ گرمی یا سوزش معلوم ہو۔ تو دماغ کو روغن کدو کا ہو خواہ صندل کا یا غیر
سے چرب کرتے رہیں۔ اور یہ نسخہ بہت نافع ہے۔ عرق بیدمشک۔ گلاب۔ آب لیموں کاغذی
ہر ایک دو دو تولہ سرکہ ننید تولہ بھر باہم ملا کر پنڈول مٹی۔ کشنیز خشک۔ خس ہندی مقرض
مخلوط کر کے مریض کے پاس رکھدیں کہ وقتاً فوقتاً سونگھتا رہے۔ اور اگر بیہوشی
عارض ہو اور مریض کی عمر ۱۲ سال سے کم ہو تو پاشویہ کرایا جائے۔ نہیں تو فصد
کافی ہے۔ جیسا کہ سابقاً گزر چکا۔ نسخہ پاشویہ کا یہ ہے۔ گل نیلوفر۔ ۲ عاکسی ۲
برگ نیب ۲ گل چاندنی ۲ پانی ۔ ۲ میں جوش کر کے باضافہ نمک استعمال
کراویں۔ اور اگر اوس کے ساتھ کچھ کیفیت سرسامی ہو تو اسی پاشویہ میں قطعات کدو
اور بنفشہ کشمیری ۲ عناب ۲ سپستان ۲ زیادہ کریں۔ ہر وقت عطر
حس اور یاسمین و گلاب وغیرہ سونگھاتے رہیں۔ بلکہ بدن پر بھی ملیں۔ مرض کا فورہ آنا
پہلے شربت انارین خواہ خمیرہ صندل ایک تولہ میں ملا کر کھلاویں۔ پھر آب کاسنی
سبز مروق آب مکوی سبز مروق ہر ایک چھ چھ تولہ سکنجبین سادہ تین تولہ
اضافہ کر کے پلاویں۔ اگر زیادہ ہے تو ایک وقت آش جو شیریں دیں۔ اور وقت ضعف
و ناتوانی چوزۂ مرغ یا گوشت بٹیر جس میں پہلے ٹھنڈی ترکاری ڈال کر سرد

کر دیا ہو باضافہ زرشک یا املی وغیرہ کے دینا مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر حرارت
تپ کی خفیف ہو تو زردی بیضہ نیمبرشت دینے میں کچھ تامل نہ کرنا چاہئے۔ اور
دوپہرے وقت جو مناسب ہو مثل ساگودانہ اراروٹ وغیرہ کے کھلاویں۔ مگر
غذائے غلیظ یا گوشت کی بوٹی وغیرہ سے پرہیز کراویں۔ بلکہ دودھ اور دہی سے بھی
پرہیز لازم ہے۔ اور اگر طبیعت میں کچھ ملائمت اور لینت ہو یعنی قوام
پاخانہ کا مائل بہ دست ہو تو واسطے اصلاح جگر کے شیرۂ زرشک ۵ ماشہ
شیرۂ عناب ۵ ماشہ شیرۂ خرفہ سیاہ ۴ ماشہ شیرۂ تخم تماض۔ عرق صندل
و عرق کیوڑہ جو ہر ایک دو دو تولہ ہوں۔ عرق کاسنی۔ عرق بادرنگ ہر ایک ۴ تولہ
گلاب۔ آب پودینہ سبز۔ آب لیموئے کاغذی تولہ تولہ بھر میں نکال کر باضافہ
شربت سیب یا شربت انارین یا شربت بہی یا شربت ترنج ڈالکر بادرنگ چھڑک کر
پلادیں۔ یا ان اجزا میں جو مناسب ہو منتخب کریں یا مثل ان اجزا کے ایسے وقت
میں استعمال کرنا مفید ہے۔ اور اگر باوجود لینت طبع کے زیادتی ہو تو قرص کافور
قابض ۸ ماشہ ہمراہ شربت سیب وغیرہ کے دیں اور اگر طبیعت میں مادہ قبض ہے
تو یہ ملین مناسب ہے **صفحہ** آلوئے بخارا گل سرخ گل بنفشہ تمر ہندی
عناب عرق بیدمشک عرق بید سادہ عرق کیوڑہ عرق گلاب
عرق گاؤزبان خواہ سب میں یا جو جو عرقیات ملین بوزن مناسب باضافہ عرق
عرق کاسنی عرق شاہترہ جس کا وزن کم سے کم پانچ پانچ تولہ ہو بھگو کر
صاف کرکے گلقند یا خمیرہ بنفشہ تین تولہ میں ملاکر پلادیں۔ اور اگر مریض کا
مادہ سخت اور طبیعت مجیب نہیں ہے تو انہیں اجزا میں شربت دینار ۴ تولہ

مغز فلوس۔ خیار شنبر و خمیرہ بنفشہ ہر ایک تین تولہ ہلیلہ زرد ۵ ماشہ زیادہ کریں اور بلا تکلف پلاویں۔ اور اگر طحال بڑھ گیا ہو تو سکنجبین داخل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر گرمی زیادہ نہ معلوم ہوتی ہو اور طبیعت مجیب بھی نہ ہو تو انہیں اجزائے بالا میں گل نیلوفر اور سنا کی پوٹلی بستہ زیادہ کریں۔ اور اگر مریض کم طاقت یا کمزور ہے اور مسہل لینے کی قوت نہیں ہے تو اجزائے بارد مقوی قلب و دماغ و جگر کی رعایت سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا عمل یا استفان کیا جاوے ؎

قسم دوم طاعون غدوی

یہ قسم بھی مہلک ہے مگر نہ ایسی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اوس کے علامات حسب ذیل ہیں۔ شدید تپ کا لرزہ کے ساتھ آجانا۔ دوسر شدت ہونا۔ متلی پیدا ہو جانی تھے آنی مگر مادہ نہ نکلنا ہونا اور اگر مادہ بھی خارج ہو تو کوئی شئے اور زرد سیاہی مائل خارج ہونا۔ گلٹی نکل آنی ران یا بغل یا گلے میں۔ گلٹی میں عجب سوزش ہونی۔ غشی طاری رہنا۔ اختلاط عقل۔ نبض کا جلد جلد چلنا۔ یہ گلٹی اکثر بخار کے دوسرے یا تیسرے روز نکل آتی ہے۔ پہلے تو یہ چھوٹی ہوتی ہے اور پھر بہت جلد بڑھ جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ گلٹی برا بر ایک چھوٹے خربزے کے ہو جاتی ہے۔ اس گلٹی میں اس قدر درد ہوتا ہے کہ مریض ہاتھ نہیں رکھنے دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعد سات روز کے پھوٹ جاتی ہے۔ اور اس میں زخم پڑ جاتا ہے۔ پسینہ کا کم نکلنا۔ سرسامی حالت پیدا ہو جانی۔ مریض کا چہرہ بدلجانا۔ **علاج** ایسی حالت

ہیں فصد نہیں مفید ہوتی بلکہ ورم طاعون سے کچھ ہٹ کر بھرے ہوئے پچھنے
لگائیں اور مریض کی قوت کا لحاظ کر کے جہانتک ممکن ہو زیادہ خون نکالیں۔
پس اگر عمدہ طرح سے تیزی کے ساتھ حسب خیال و مرض خون برآمد ہوا تو امید
صحت پائیگا ورنہ شاید مریض کا صحت پانا مشکل ہے۔ غرضکہ بعد پچھنے لگانے کے
عرق گاؤزبان و عرق گلاب تازہ و سرکہ مقطر اور بجائے عرق گاؤزبان کے اگر ممکن
ہو۔ عرق بید مشک میں زہر مہرہ خطائی گھسکر آلوے بخارا بھگو کر شربت انار دانہ
ملاکر آدھ آدھ گھنٹہ کے بعد دو دو چمچہ مریض کو پلاتے رہیں۔ اور اگر اس خیساندہ کو
برف میں ٹھنڈا کر کے دیں تو اور بھی قرین صواب ہے۔ جہاں مریض ہو وہ مقام
بہت صاف اور فراخ ہو اور اگر کوئی ہوادار کوٹھا ہو تو بہت مناسب ہے مریض
کے گرد برف وغیرہ کثرت سے رکھدی جاوے۔ اور گلٹی پر یہ ضماد لگایا جاوے۔ صندل
بابونہ زردچوبہ تخم خطمی یہ سب ہموزن لیکر اور پیسکر گرد ورم کے تعمید کریں
اور جدوار عشق پیچہ اُشق گیرو ہموزن آب مکوے سبز اور سرکہ میں پیسکر
گرد ورم کے لگادیں۔ سرد دوا کے لگانے سے نقصان ہے۔ اور اگر یہ دیکھیں کہ دماغ
کی طرف مادہ کا رجحان ہے اور کچھ کیفیت سرسامی پیدا ہوتی جاتی ہے تو فوراً
لازم ہے کہ پاؤں میں بجد سینگیاں کھچوائیں اور پاشوبہ کریں جس کا نسخہ
حسب ذیل ہے گل نیلوفر ۔۔ ناکسی ۔۔ برگ نیب ۔۔ گل چاندنی ۔۔
چوکر ۔۔ قطعات کدوے شیریں یا کھیرا گل بنفشہ تمام پانی میں جوش دیکر
پاشوبہ کرادیں۔ مکان میں باربار لوبان نیم کی پتی سلگاتے رہیں کہ یہ موجب ازالہ
ہوائے فاسدہ ہے۔ بچھونا مریض کا طاہر اور صاف ہو بلکہ روز بروز بدلا جاوے اور

اوس پر گلاب کی پنکھڑیاں برگ لیموں برگ انگور سبز باہم ملا کر بچھونے پر بچھا دیں اور
اوس پر مریض کو لیٹنے کی اجازت دیں۔ لباس مریض کا عرق بید مشک گلاب
سرکہ جس میں صندل سرخ اور جدوار خطائی پیسکر ملایا ہو رنگ کر زیب بدن
کراویں۔ قلب اور سینہ پر گلاب تند اور آب کدوئے سبز اور آب برگ نیب سبز
جسمیں صندل سپید گھسا ہوا ہو کپڑا تر کر کے رکھنا چاہیئے اور ساعت بہ ساعت
تبادلہ کراتا رہے اور ضرورت دیکھیں تو سر کے بال کھلوا دیئے جاویں سر کی
تدہین روغن کدو روغن چنبیلی سے کرتے رہیں اور بیج دل اور دماغ کی تقویت
کی جانب متوجہ رہیں۔ درونج عقربی کافور ہر وقت مریض کے پاس رہے۔ گلے
میں مونگے کا ہار ڈالدیا جائے۔ یاقوت کی انگوٹھی پہنانا موجب ازالہ ہوائے مفسدہ
ہے۔ مریض کی غذا یہ ہے کہ مسور کی دال میں املی کی ترشی ڈالکر پکنے کے وقت
سرکہ شریک کرکے تیار کرائی جاوے اور ہمراہ پرانے چاول کے جو بالکل گلے ہوئے
ہوں دیا جاوے۔ اور دہی کے ساتھ چاول کا دینا بھی مفید ہے۔ جب زمانہ
انحطاط مرض ہو اور ورم طاعون بہ تحلیل ہوا ہو تو ورم کے گرداگرد جونکیں حسب
تحمل مریض لگاویں۔ اور دوسرے روز اوس مقدار سے ارسال علق (جونک لگانا)
کریں جو دو گنی ہوں۔ کیونکہ ابتدا میں جونکیں لگانا موجب ہلاکت ہے اور یہ
مجھکو ذاتی تجربہ ہوا۔ اور اگر کچھ مادہ رہ جائے تو بعد منضج کے مسہل صفرا
دینا چاہیئے اور اگر مریض کم قوت ہے اور مسہل کی برداشت نہیں کرسکتا
تو اوس وقت منضج دینا مناسب ہوگا نسخہ منضج یہ ہے تخم کاسنی ۶ ماشہ
گل بنفشہ ۶ ماشہ برگ گاؤزبان ۶ ماشہ گل نیلوفر ۶ ماشہ گل سرخ ۶ ماشہ

تکموئے خشک ۶ ماشہ گل نیم ۶ ماشہ عرق کاسنی ۳ ماشہ یا عرق گاؤزباں اور تکو میں
رات کو تر کریں صبح گلقند آفتابی ۲ تولہ کم سے کم تین روز استعمال کرادیں۔ پھر
مسہل دیں۔ چاہئے کہ انہیں اجزا میں آب زلال آلوئے بخارا ۲۰ دانہ آب زلال
تمر ہندی ۴ تولہ مغز فلوس خیار شنبر ۴ تولہ ترنجبین خراسانی شیر خشت انگریزی
شربت دروکمہ یا گلقند آفتابی شریک کرکے نیم گرم پلاویں۔ بہر حال مفرحات اور مقویات
دل کا لحاظ رکھیں۔ بعد اس کے بوار المسک ہمراہ کافور کے دیتے رہیں کہ یہ زیادہ
مفید ہے۔ اِس مقام پر ایک ترکیب سہل الوصول لکھی جاتی ہے۔ وہ
یہ ہے کہ برگ جھاؤ جس کو فارسی میں گز مازج بھی کہتے ہیں۔ جہاں جہاں یہہ
مرض طاعون موجود ہو وہاں چاہیے کہ تازہ برگ جھاؤ کے فی کنواں دو دو بڑے
گٹھے منگوا کر ڈلا دے۔ اور وہی پانی ارباب سکونت کو ہر طور پر استعمال کراوے
ان شاء اللہ اس عمل سے وہاں کی ہوا صاف ہوجائیگی اور آیندہ یہ مرض پھیلنے نہ پائیگا
اور جو لوگ مبتلائے مرض ہوں اون کو صبح و شام یہ دوا پلائیے۔ برگ گزمازج تازہ ۶ ماشہ
مغز کرنجوہ ۴ ماشہ کونپل نیب ۲ ماشہ فلفل گرد ۱ ماشہ آب تازہ میں شیرہ
نکال کر نمک سنگ جس کو نمک لاہوری بھی کہتے ہیں موافق مزہ کے ملا کر پلاویں
اور گلٹی پر ضماد کیا جاوے۔ برگ گزمازج تولہ مغز انکول پانی میں پیسکر نیم گرم ضماد کریں فقط

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

ہذہ ہی التقریظ من الحکیم العالی والطبیب الفاضل الکامل و ہو حبر فاخر و بحر زاخر لا ساحل لہ
ما اصاب احد من الاوائل والاواخر الی ہمالک معاثرہ و ہما خذہ افصح فصحاء الزمان ابلغ بلغاء الاوان
المعالج والصفوری والمعنوی الحکیم الشہیر محمد اجمل خان ابن الحکیم محمود خان دہلوی ادام اللہ علوہ و مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانہ من حکیم ما اعظم شانہ ویالہ من علیم ما احکم
خلقہ واحسن اتقانہ خلق الانسان فقدرہ تقدیرا من نطفۃ
امشاج فجعلہ سمیعا بصیرا وصورہ فاحسن صورتہ
وکملہ تکمیلا حیث علمہ ما لم یکن یعلم ففضلہ علی کثیر ممن
خلق تفضیلا حکیم ذکر اسماءہ الحسنی تریاق للمسمومین
حلیم ورد اوصافہ الاسنی اشفاق لقلوب المہمومین
حمید استغنی عن المحمد بن مجید استعلی عن الممجدین احمدہ
حمدا جزیلا واشکرہ شکرا جمیلا ولا احصی ثناء علیہ وتو مضی
حقبا صبحا ومساء الیہ بل ھل یستطیع من اظلتہ السماء
واقلتہ الارضون ان یوفی حق حمد من اذا اراد شیئا
ان یقول لہ کن فیکون فاعترف العبد بعجزہ اولی المحامد و
انصاف المرء بقصرہ اعلی المقاصد مفوھات صلات الصلوات
ومفرحات ھدیات السلامات لاعدل العالمین منہجا وترکیبا
وافضل المتفاضلین خلقا وتہذیبا واقدسہم نفسا وذاتا
وانفسہم نشورا وحیوۃ صفیہ نبی البرایا ولیہ نقی السجایا
رضی الھدایا ولالہ وعترتہ الکرام الطہرہ واصحابہ واحبابہ
الفخام البررہ اما بعد فاقول وانا محمد اجمل احسن ما شان

منے وجل ابن الحکیم محمود خان توجہ اللہ بیتیجان الرضوان
الی طالعت فی ھذہ الایام التی عم بینھا فی اقطار الھند فی الطاعون
واقسام الاسقام برسالۃ قلما جمع مثلھا الجامعون المسماۃ
بالقانون فی الطاعون فالفیتھا کثیرۃ الفوائد و وفیتھا
غزیرۃ العوائد تستحق ان تبادر الیھا الناس بسد الوھا ولو انفقوا
فیھا الاکیاس فلیبنا دلوھا وتلیق ان تکون حرزا لاجیا دھم
وزجرا لاضدادھم مما یقتحم فی ابدانھم واجسادھم
فجزی اللہ تبارک وتعالی المولف عن ابناء نوعہ جزاء الحسنات
وجعل عملہ ھذا خالصا لوجھہ من الباقیات الصالحات
ومجھودہ مشکورا ومعمولہ متقبلا مبرورا وبمثل ھذا فلیرغب
الراغبون وفی نحو ھذا فلیتنافس المتنافسون لانہ تعالی
لا ینظر الی الصور والھیئات ولکن ینظر الی الاعمال والنیات و
وفقنی اللہ بمثلہ والناس اجمعین امین ثم آمین بحرمۃ النبی الامین و
واخر دعونا الحمد للہ رب العلمین

تقریظ عالیجناب ارسطوئے دوران فلاطون زمان سرآمد اطبائے روزگار
زبدہ حکمائے دیار وامصار عالم المعی فاضل لوذعی حکیم محمد باقر حسین صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی احمدک علی تتابع النعم والالاء واعوذبک من

شرور الآفات والبلاء وسيما من شر الطاعون والوباء وصلّ علی سیدنا اشرف الرسل والانبیاء محمد الذی کان نبیا وادم بین الطین والماء وعلی آله الطیبین النجباء وعترة الطاهرین النقباء

وبعد فانی رایتُ مقامات مختلفة وعاینت مواضع متشتتةً من الرسالة الشریفة والعجالة المنیفة المسماة بالقانون فی الطاعون فالفیتها مشتملة علی المضامین السدیدة ومتضمنة علی التحقیقات القدیمة والجدیدة وجامعة للاستدلالات القاطعة وحاویة علی البراهین الساطعة ودالة علی وسعة نظر مولفها مشعرة علی کمال مصنفها ومنبهة علی فور مهارة جامعها ومنبئة الی کثرة حذاقة صاحبها فنفع الله بها کافة المسلمین واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمین ؂

اقل الاطباء عبده السید باقر حسین عفی عنه

تقریظ کتاب القانون فی الطاعون از جناب حکمت مآب العالم الربانی الفاضل الذی لیس له ثانی منصد علوم الحکمیه عارف نکات الطبیه معظم الدوله شاہ حسین مرزائی اسدی صفوی معروف بحکیم آغا لکھنوی دامت اکرمه

بسم الله العلی القدیر

الحمد لله الذی لطفه کثیر و قهره قصیر خبیر بصیر

علی احوال الممکنات مدبرا لامور فی جمیع الاوقات بشیر نذیر من الاثارات الحسنة والامارات السیئة الاعیان الموجودات جاعل للوباء والافات تنبیها عند کثرة السیأت فاعل بالتوفیقات لارباب الحسنات فنعوذ به من غضبه ونقمته ونسئله ذخائر فضله ورحمته وصلی الله علی اشرف خلیفه وافضل بریته الذی لا یکافی مراتب جمیع الانبیاء علی مرتبته رحمة للعلمین وسیلة لنجات المذنبین وعلی عترته الطاهرین المعصومین واصحابه الراشدین الموافقین فی کل حین الی یوم الدین **اما بعد** فمن العلوم ان کمال الانسان بالعلم وکمال العلم بالعمل وکمال العمل بالایمان والعلم اثنان علم الابدان وعلم الادیان وهو فضل من اله المنان لا یمکن اکتسابه للانسان بقوته فی الدوران کما ثبت من الاستقراء ارباب العرفان فهذه الرسالة الرشیقة والنمیقة الانیفة مشعرة لاخبار الشریفة وآثار المنیفة وادویة نافعة للطاعون دافعة ومعالجات رائقة وتحقیقات فائقة وتدقیقات رائعة وتنبهات شائعة واسناد لا لا نتب عجیبة وبرهانات غریبة ومطالبات سدیدة ومضمونات جدیدة یشهد بان جامعها جلیل الشان من تلك الاوصاف الثلث الکمالیة وافضال الالهیة فی ارفع مکان ممتاز بین

الامثال والاقران وهو الخبر الخبیر فی اکثر علوم المروجة بصیر لامثل له ولا نظیر فی التحریر والتقریر واقف الاسالیب الادبیة محقق حقائق العربیة عالم علوم السنسکرة والافرنجیة مصدر المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول شمس سماء البلاغة قطب فلك الفصاحة جمیل الشیم مثیل الدیم ناهج مناهج الحکمیة عارف نکات الطبیة الطبیب الکامل اعز المناقب والفضایل عین الاعیان المسمی به **حکیم امیر الدینخان** صانه الله عن طوارق الحدثان لازال شموس کماله بازغة وبدور علومه لامعة فجزاه الله خیر الجزاء والقاه ذکره لتالیفاته ما بقی الارض والسماء بمحمد سید الانبیاء وعترته السادات الامناء

هذا ما کتبه اقل الخلیقة بل لاشئ فی الحقیقة بیده الجانیة الفانیة المتمسك بالثقلین بعد النبی معظم الدولة شاه حسین میرزائے اسدی الصفوی معروف بحکیم الاغا غفر الله ذنوبه وستر عیوبه بلطفه الذی لا یحصی والحمد لله اولا واخرا وباطنا وظاهرا

تقریظ رسالہ القانون فی الطاعون ریختۂ کلک جواہر سلک جناب عظمت مآب النحریر الماہر فخر الاوائل والاواخر خاقانی زماں

انوری دوران مالک الملک سخندانی مرجع الاقاصی والادانی الشہیر فی الآفاق جناب محمد باقر علیخاں متخلص بہ مشاق دامت عنایاته

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علاج صداع گنہگاری و نسخۂ تپ محرقۂ عصیان کاری حمد نامحدود حکیم مُطلق و شافی برحق است کہ چار اخشیج انسانی را باتیلاف اضداد از کتم عدم بوجود آورد۔ و از حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خود مخالفت کلی باہمی آنرا بموافقت تامہ مبدل کرد۔ سبحان اللہ آں واحد بے ہمتا کہ جاں آفریں و جہاں آفرین است فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ و بعدہ ہر یکے را بامراض مختلفہ ہمچو اوجاع و سرسام و جنون و حمّائے شدید و طاعون مبتلا نمودہ گاہے موت را برآں مسلط گردانیدہ و گاہے آں بیمار و رنجور و حزیں را بمقتضائے اِذَا مَرِضْتُ يَشْفِيْنَ نوشدارو ئے حیات از دار الشفائے قدرت عنایت فرمودہ سجادہ و صحت رسانیدہ

و قانون نجات آخرت و اسباب بخشش قیامت نعت قدسی صفات حضرت خاتم الانبیا روح ابدان ارض و سما جناب محمد مصطفیٰ روحنالہ الفدا است کہ الفت آں سحابِ رحمت ایزدی و محبّت آں ثمرِ نہال قدرت سرمدی چوں مشارب و مطاعم رُوح پرور عاصیان است۔ و صندل و کافور لطف و کرمش مزیل التہاب طاعون عصیان جہاں اشارات چشم شفا بخشش دافع امراض و اسقام علیل نہاں و ان

بحسرت و یاس اند۔ و کلمات زبان فیض ترجمان و راستی نشانش مظہر
مضمون صداقت مشحون وَمَا هُوَ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ صلوات اللہ و سلامہ
علیہ و علےٰ آلہ و اصحابہ سیما ابن عمہ و وصیہ و خلیفہ و صہرہ علی ابن ابی طالب
علیہ السلام و اولادہ الکرام اما بعد ایں کتاب صحت مشحون مسمّٰی بہ
القانون فی الطاعون کہ آنرا حذاقت پناہ فطانت پائگاہ
فراست و ذکاوت دستگاہ بقراط فطرت سقراط فطنت افلاطون منش
ارسطو روش جالینوس زماں فرید العہد و الآوان صاحب طبع وقاد
مالک ذہن نقاد طبیب لائق حکیم فائق مہذب و متین عالیخاندان مولانا
حکیم امیر الدین خاں صاحب حفظ اللہ تعالےٰ عن النوائب۔ بعد
تجربۂ بسیار تالیف فرمودند و کوشش و جہد بلیغ نمودند اکثر لیالی را
بسہر المفرط و یقظہ محضہ نہار کردند و در نہار ہم بساط کوشش گستردند
ہیچ سبب قریب و بعید مانع تالیف شاں نگردید و ہیچ پایہ سببے ہمچو سبب
متوسط نزداوشاں نرسیدہ واقعی ایں نسخۂ بے مثل بر خطوط و قطوط اماثل و
حکمائے فواضل و رخط نسخ کشیدن کوشیدہ و نسخ عزت و کمال آنہا را
در خاک مذلت پوشیدہ۔ اگر اطبائے زمانۂ حال و حکمائے جدید الخیال
و رنسخہ پریشانش کمر ہمت بہ بندند۔ داوقات خلا و ملا خود را اکمال جد و جہد
صرف نمایند۔ ہمہ زراعت ریختۂ قلم شاں پیش خرمن نقاطہ و چوں نقاطۂ اسل
فخر بوعلی سینا چوں حثالہ و نخالہ بے قدر نماید و کلیات انبار مضامین مباحث
مندرجۂ رسالۂ شریفہ خصوص استعمال آب و مرض متعدی است یا عامہ و

حفظ ما تقدم قابل قدر است۔ حقا کہ در برابر موجز یک لفظ پر فوائد شش تقابل کلیات قانون مے نماید حقیقتہً ہر نکتہ کہ درین کتاب است لاجواب است و ہر دقیقہ کہ درین منافع انتساب است انتخاب حکیم علی الاطلاق و خالق کل آفاق۔ ازیں رسالہ کہ نسخہ مجرب حیات و قرابادین نسخ کمالات است مریضان با احتیاج و علیلان ضعیف مزاج را شفائے کامل و صحت عاجل عنایت کنام بحق محمدؐ و آلہ الامجاد فقط

تقریظ عالی جناب معلّے القاب عالم بنیل فاضل جلیل رشک فخر رازی محرر ابراد بہ آزادی علامہ زماں مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب عمادی اڈیٹر رسالہ البیان

ارض اندلسیہ (اسپین) کا وہ نامور طبیب جس کو مؤرخین عرب ابن خاتمہ کہتے ہیں دنیائے اسلام میں پہلا وہ شخص ہے جس نے خاص مرض طاعون میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی اس کتاب کا نام نامی الوقایۃ من الطاعون اور سنہ تصنیف ۷۴۰ ہجری اور یورپ میں یہ کتاب چھپ گئی ہے۔ اور مصر کے سائنٹیفک رسالہ المقتطف میں اس کے بعض بعض مضامین کا انتخاب بھی شائع ہوا ہے۔ اوس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اس صنف میں بہت کم ترقی کی کیونکہ تشخیص مرض و تدبیر علاج میں جو اوس کی رائیں ہیں بلا اختلاف قرشی اور جیلانی نے بھی وہی لکھی ہیں

سدید و نفیس نے بھی اوسی کی نقل کی ہے۔" اور آج نو سو برس کے بعد وہی تجربیات حافظ حکیم **محمد اجمل خان دہلوی** و حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی کے رسالوں میں بھی منقول ہیں۔

تصنیف و تالیف میں اگر مسلمانوں کی یہ خصوصیت مسلم ہے کہ وہ تجربہ و اختبار کے ساتھ مسائل کی چھان بنان کرتے تھے" تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس وادی میں "حکیم امیر الدین صاحب" کے علاوہ کسی اور طبیب کو باخبر مصنف نہیں کہا جا سکتا " اور اگر ابن خاتمہ کی بڑی صفت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اوس نے طبی معلومات میں مجتہدانہ نظر کی تو ہمارے فاضل مصنف کی وسیع تحقیقات اور تجربہ ثابت کر رہے ہیں کہ ابن خاتمہ کے بعد اس مبحث میں خاتمہ کلام آپ ہی کے نام پر ہے۔

اس کتاب میں فاضل مصنف کو کس حد تک کامیابی ہوئی ہے؟ اس کا فیصلہ ناظرین کا کام ہے۔ میں صرف اس قدر کہتا ہوں کہ ان تین مباحث "نل کا پانی۔ مریضوں کو کھلے میدان میں لے جانا چاہیئے یا نہیں۔ طاعون وبائی متعدی ہے" میں فاضل مصنف کی نکتہ سنجی پر جو لائق صد ہزار آفرین ہے مرحبا کہتا ہوں آخر الذکر مبحث میں خوشی کی بات یہ ہے کہ فاضل مصنف کی بھی وہی رائے ہے جو اب سے دو برس قبل البیان نمبر ۳ بابت سال اول میں میں لکھ چکا ہوں۔

قانون کے معنے ہیں "ہر چیز کی اصلیت" اور اگر اسم مسمّٰی ہیں تناسب کا مسئلہ صحیح ہے تو بے شک فاضل مصنف کی طباعی اس امر کا کافی ثبوت رکھتی ہے کہ "طاعون کے متعلق آجکل جتنی کتابیں تحریر ہوئی ہیں "القانون" اون سب کا اصل اصول ہے"

خادم قوم
"عبد اللہ عمادی"

قصیدۂ تاریخی طبع رسالہ القانون فی الطاعون از نتیجۂ قلم ندرت رقم تاج الفضلا زبدۃ العلماء عالم معقول و منقول واقف علوم فروع و اصول الشامخ النحریر والحبر الخبیر المتخلص آسی مولوی عبد العلی صاحب مدراسی پروفیسر عربی مدرسہ انگریزی ریاست رامپور

بدا ما کان فی الاستار القانون فی الطاعون — جلا ما جا بالاضمار القانون فی الطاعون

ہے نابِ جوہرِ انوار القانون فی الطاعون — ہے اب گوہر شہوار القانون فی الطاعون

اشاراتِ بشارت سے شفا کا چھپ گیا نسخہ — دوا کا کھل گیا بازار القانون فی الطاعون

خریدارو چلو اس نسخۂ اکسیر جاں کو لو — ہے حفظ جاں کا ذمہ دار القانون فی الطاعون

اگر خواص اس وبائے طاعونی سے بچنا ہو — تو لے لو تم کہ ہے درکار القانون فی الطاعون

امیر اللہ بخش خان صاحب حکیم کامل الفن نے — لکھا کیا نسخہ اسرار القانون فی الطاعون

حفظ ... منفیس الطبع حکمت میں — ہے جنکی طب کا معیار القانون فی الطاعون

سدید ... — ہے مصرع عکس میں اسرار القانون فی الطاعون

یہ ہے طاعون کا قانون اور قانون کا طاعون

دوائے داء طاعونی شفائے علت خونی
علاج دافع آزار القانون فی الطاعون

جو شرح متن اسباب و علامات اس جگہ لکھوں
تو ہو جاویگا اک طومار القانون فی الطاعون

ہے تعویذ گلوئے جان ہے عقد گردن حفظاں
ہے حرز بازوئے بیمار القانون فی الطاعون

طبیبوں کے لئے خبرت حکیموں کیلئے عبرت
مریضوں کیلئے تیمار القانون فی الطاعون

طبیب اور ڈاکٹر اور بید سب نے کہا یا اسکو
کہ ہے تریاق سم نار القانون فی الطاعون

جلا دیتا ہے مردوں کو شفا دیتا ہے زندوں کو
نفس کا جوڑتا ہے تار القانون فی الطاعون

لدفع السم تریاق لنفع الجسم اکسیر
بل الترياق قام النار القانون فی الطاعون

بہار باغ ابداں ہے خزاں کا دشمن جاں ہے
جدا کرتا ہے گل سے خار القانون فی الطاعون

بلا شک کیمیا ہے یا کہ اکسیر بدن بھی ہے
ہے جان و دل کا جانی یار القانون فی الطاعون

شفا کے منزل مقصود تک جانیکو بے کھٹکے
ہے اک سیدھی سڑک ہموار القانون فی الطاعون

خس و خاشاک طاعونی کا خرمن پھونک دینے کو
بنا ہے برق آتشبار القانون فی الطاعون

جو سچ پوچھو تو قانوناً مصنف نے دیا سب کو
مرض کے قتل کا ہتھیار القانون فی الطاعون

بھگانے کیلئے افواج طاعون جہانکش کو
ہے ننگی تیز اک تلوار القانون فی الطاعون

شفاء جاء للمرضی و سفر جاء بالمرضی
فنعم السفر فی الاسفار القانون فی الطاعون

سبھوں نے اس کی تاریخیں لکھیں اور نیز تقریظیں
ہوا جب چھپ کے یہ تیار القانون فی الطاعون

پس ابھی تم بھی اس قانون طاعونی کا لکھ دو سن
ہے کلی صحت بیمار القانون فی الطاعون

۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ ہذا من تالیف علامۂ زماں افتخار شعرائے دوراں عالم وفاضل مولوی علی میاں صاحب کامل لکھنوی

چوں امیر الدین طبیب نامور تالیف کرد
ایں کتاب انواع و اصناف غوامض را محیط
گفت کامل از برائے سال تالیفش چنیں
حاوی قانون طاعون است ایں سفری بسیط
۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع طبیب شائق حکیم عاشق حسین صاحب عاشق برادر مؤلف رسالہ ہذا

نسخۂ قانون امیر الدین چوں تصنیف کرد
بہر سال عیسوی دادہ سروش عاشق ندا

سال تالیفش نمودہ ذہن من چوں فکر و غوص
نسخۂ قانون در طاعون شد مطبوع دور
۱۹۰۳ء

تاریخ ہذا از فکر نتائج طبع وقاد شا[illegible]کیاں با نام سرفراز سید [illegible] حسین صاحب متخلص اعزاز متوطن قصبہ فتحپور ضلع بارہ بنکی

اس رسالہ کا واہ کیا کہنا
دیکھکر کہتے ہیں اطبا سب

ہے جو خوبی وہ سب پہ ظاہر ہے
قدرتِ کردگار قادر ہے

بس اسی مدح پہ ہے حصر ثنا
کہ مضامین طب کا حاصر ہے

ہیں مصنف حکیم امیر الدین
جنسے سارا زمانہ ماہر ہے

وقت تحریر ہر بیاں انکا
باعث انبساط خاطر ہے

وصف کیا کوئی لکھ سکے انکا
دم تحریر خامہ قاصر ہے

سال تاریخ یوں لکھا اے اعزاز
خوب زیبا کتاب نادر ہے

۱۳۲۱ھ

قطعۂ تاریخ شاعر جادو تقریر ناظم سحر تحریر جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب متخلص بہ حقیر متوطن شہر آگرہ حال ملازم ڈسپنسری چوبٹیاں شہر لکھنؤ شاگرد جناب مؤلف رسالہ ہذا

چہ القانون فی الطاعون نام شد یک داشتن اورا
بہ پیش این تمامی نسخہ ہا اندر زوال آمد

ز مدح دوں بانجام کتاب لاجواب او
برائے طبع تاریخش دل ما راخیال آمد

ز دم غوطہ چو در بحر تفکر ملہمم گفتہ
پے امواج طاعون این کتاب بیمثال آمد

۱۳۲۱ھ

قطعۂ تاریخ رسالہ ہذا از نتائج طبع عارف کامل الایمان صوفی طلیق اللسان

شاعر شیریں افکار ناظم سحر گفتار الحبر النحریر خواجہ حافظ محمد بشیر صاحب سلمہ اللہ تعالی الخبیر ساکن قصبہ دیوہ ضلع بارہ بنکی حال ملازم ریاست نانپارہ

حاذق ذیعلم مولانا امیر اللہ میخان	خلق میں جو ازرہ علم و ادب محبوب ہے
جب وبا پھیلی زمانہ میں تو بہر اندفاع	اک کتاب ایسی لکھی فی الحال جو مطلوب ہے

فکر سال اسکی ہوئی مجھکو تو دل بولا بشیر
کہ مفید عام طاعون کا رسالہ خوب ہے
۱۳۲۱ھ